(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء
ولکن لا تشعرون

الحمد للہ کہ دریں دوران تصنیف لطیف مسمی بہ!

ازالۃ الاغبیاء فی حیوۃ الانبیاء

افادات عالیہ امام اہلسنتہ ماحی بدعت حامی سنتہ سلطان المناظرین فخر المتکلمین حجۃ الخلف

بقیۃ السلف حضرت مولانا قاضی

محمد عبد السبحان صاحب کھلابٹی (ہزاروی)

صدر المدرسین و شیخ الحدیث

دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَنَزَّہَ عَنِ الشَّرِیْکِ فِی الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ وَتَقَدَّسَ عَنِ النَّ[illegible]
وَتَفَرَّدَ بِالْعَظَمَۃِ وَالْجَلَالِ وَاَبْدَعَ الْخَلْقَ عَلٰی اَحْسَنِ نِظَامٍ وَّاَکْمَلَ وَاَوْدَعَ فِیْہِ مِنَ الْ[illegible]
مَافَضَّلَ الْاِنْسَانَ وَاَجْمَلَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی لِسَانِ الصِّدْقِ وَتَرْجُمَانِ الْحَقِّ ذِی الْمَقَا[illegible]
الْاَسْمٰی وَالْوَاسِطَۃِ الْعُظْمٰی مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی الَّذِیْ ھُوَ حَقِیْقَۃُ الْحَقَائِ[illegible]
مُحَمَّدٍ ذِی الْمَقَامِ الْاَسْنٰی دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
ھُمْ نُجُوْمُ الْھُدٰی اٰیَۃٌ وَالْھُدٰی

اَمَّا بَعْدُ کہتا ہے بندہ ضعیف دوران قاضی محمد عبد السبحان بن مولانا محمد مظہر جمیلؒ ابن مولانا علامۂ زمان محمد غوث بن مولانا محمد اعظم دینؒ ابن مولانا شیخ عبد العزیزؒ ابن مولانا مرزا شیخ گل بیگ غا[illegible] اللہ تعالیٰ علیہ سجال العفو والغفران وعلی آباءہ الکرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم وجعل الجنۃ متواھم الکھ[illegible] بیٹی مسکناً، پرتودی موطناً الحنفی مذہباً الماتریدی مشرباً القادری السہروردی طریقۃً الاداؤی السلطانی نسباً [illegible] آبادی تلمذاً۔ کہ زمانہ پُرشور کے اندر ایک ایسی آندھی چل رہی ہے۔ اور ظلمت چھا رہی ہے۔ کہ صبح انسان کا دل صاف شفاف ہوتا ہے۔ مگر شام کو مصداق کلّاً بل ران ہوتا ہے۔ مطابق فرمان واجب الاذعان صبح کو مومن اور شام کو غیر ہوگا۔ اور جس جگہ سے انسان نور حاصل کرتا ہے اسکا انکار کرتا ہے۔ اور چشمہ نور نبوت و شہود کو بجھانے کی سعی میں منہمک جماعت اپنے آپ کو ترقی یافتہ کہلاتی ہے۔ منجملہ دریں دیلا علاقہ چھپل شہر بیر کنڈ سے اطلاع موصول ہوئی۔ کہ علاقہ ہذا کے علماء نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ سرکار ابد قرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد الوفات نبی حیات کہنا جرم ہے۔ بلکہ بقول ان علماء کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہنا ثواب و صواب ہے۔ نعوذ باللہ من ھذا القول الشنیع القبیح اور اعلان مناظرہ ۱۹ تاریخ کیا۔ مر[illegible] خط کی نقل بعینہ درج کیجاتی ہے۔ ملاحظہ ہو

بخدمت جناب مولوی صاحب۔ بعد السلام علیکم کے واضح ہو۔ کہ آپکو اطلاع دی جاتی ہے آپنے جو وعدہ کیا تھا۔ کہ اس ماہ کی ۱۸ تاریخ کو بحث مباحثہ کے لئے حاضر ہو جائینگے۔ آپ براہ[illegible]

تاریخ مقررہ پر تشریف لے آئیے۔ تاکہ مسئلہ کی صفائی ہو جائے۔ اور عوام کے شکوک زائل ہو جائیں۔
فقط آپ کا خیر اندیش مولوی عبد اللطیف از بیر کنڈ۔ مولوی غلام جیلانی بقلم خود گواہ شد۔ غلام حیدر دوکاندار
بقلم خود گواہ شد۔ محمد یعقوب بقلم خود۔ دوسرا خط جسکے آخر میں تحریر ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
اس جسم مبارک کے ساتھ حیات دنیوی حاصل ہے؟ یا برزخی؟ مفصل جواب دیویں۔ عبد اللطیف
تیسرے خط میں تحریر ہے۔ ثالثاً وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ الآیہ
یہ آیہ کریمہ اصطلاح منطق میں شکل اول ہے۔ لَأَسْمَعَهُمْ محمول ہے صغریٰ میں وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ موضوع کبریٰ
میں پس حد اوسط کے گرانے کے بعد نتیجہ یہ رہیگا۔ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ۔ پس کیا یہ نتیجہ
صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو کیوں۔ یہ تین خطوط کی عبارات ہیں۔ اور اصل خطوط بھی میرے پاس موجود و
محفوظ ہیں۔ پس بعد وصول اطلاع خط اول بسعی جمیل جناب والا جناب سجادہ نشین درگاہ چھوہر شریف حضرت
صدر صاحب دام اقبالہم کے کمترین بمعیت جناب صاحبزادہ صاحب زید طال عمرہٗ اور باقی چند احباب کے
موضع بیر کنڈ تاریخ مقررہ پر پہنچا۔ مقام مقررہ مناظرہ مسجد "سیداں" میں بوقت مقررہ پہنچکر مطالبہ زبانی
مناظرہ کیا۔ جسپر یہ جواب ملا جو کہ ایک رقعہ محررہ میں آیا۔ کہ ثالث کون ہوگا؟ اور فساد کا ذمہ وار کون ہوگا۔ میں
نے یہ جواب دیا۔ کہ آج مناظرہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شان حیات پر ہے لہذا اسکا فیصلہ خود حضور پر
نور صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے۔ پس جو مولوی کتابیں اٹھا کر بھاگ گیا۔ فیصلہ ہو جائے گا۔ اور فساد کے متعلق یہ
کہا۔ کہ ہم لوگ علاقہ ہذا میں مسافر ہیں۔ ہمنے ہری پور کے مدرسہ شریفہ رحمانیہ سے کوئی تلوار بندوق ساتھ نہیں لائے
اگرچہ خدا تعالیٰ کی تلوار قرآن کریم اور بندوق حدیث شریف ہمارے پاس ہے۔ مگر فساد تو ہم نہیں کرینگے
چنانچہ اسکے بعد سنا گیا۔ کہ قاضی عبد الجلیل صاحب ساکن [illegible] کی بمعیت چند افراد مسلح وارد بیر کنڈ ہوئے۔ اور
بمعیت مولوی عبد اللطیف وغیرہ کے مقام مقررہ مناظرہ سے بھاگ کر شہر سے نکل کر قبرستان شہر کو پہنچے
اور پھر اسکے بعد وہاں سے پھر شہر کو آئے اور عوام الناس میں شور ہوا۔ کہ مولوی صاحبان مناظرہ کیلئے تشریف
لا رہے ہیں۔ چنانچہ شہر میں داخل ہو کر مسجد مقررہ مناظرہ کے قریب پہنچے تو دوبارہ شور ہوا۔ کہ مناظرین
صاحبان بھاگ گئے۔ کمترین نے عرض کیا۔ کہ صاحبو! آج اظہار شان رسالت ہے۔ اسکا مقابلہ

فَاذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الآیہ کسکی مجال اور سوا نہیں کترین کا مقولہ بالقوہ کہ جو مولوی آئیں
اٹھا کر بھاگ گیا فیصلہ ہو جائے گا بالکل درست اور سچا ثابت ہوا۔ نعرۂ تکبیر اور نعرہ رسالت بلند ہوئے۔ اور
کترین کی تقریر مسئلہ حیاتِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوئی۔ بخیر و خوبی نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ جلسہ اختتام
بعد نمازِ عصر ہم واپس ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ ذٰلِكَ شَانُ رَسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب کترین کہتا ہے
بعض اغلاط متعلق عبارات خطوط۔ قولہ "۱۹ تاریخ" یہ لفظ انہوں نے کاف سے تحریر کیا (تاریک) قولہ "حافظ بالظا"
یہ غلط ہے۔ صحیح حاضر ہے۔ مگر چونکہ یہ مولوی ض کو ظا پڑھتے ہیں۔ انہوں نے ضاد کو عمدًا بطریق ظا کو اپنی تحریر
میں ظاہر کر دیا۔ یا جیسا کہ پڑھتے ہیں غیر المغظوب علیہم ولا الظالین۔ اور تیسرے خط میں مولوی عبد اللطیف
صاحب نے اپنی منطق کا زور دکھلایا ہے۔ جیسا فرمایا لاسمعہم محمول ہے صغریٰ میں اور ولو اسمعہم
موضوع ہے کبریٰ میں الخ اب دیکھئے کہ مولوی صاحب مقدم اور تالی میں فرق نہیں کرتے لاسمعہم تالی
ہے اسکو محمول کہہ رہے ہیں۔ اور ولو اسمعہم مقدم ہے اسکو موضوع کہہ دیا۔ ع۲ دوسری غلطی یہ ہے
کہ کلام مجید میں قیاس اقترانی سمجھ لیا اور یہ غلط ہے۔ اسلئے نتیجہ غلط نکالتے ہیں مگر نہیں سمجھا۔ کہ قیاس اقترانی
نہیں بلکہ قیاس استثنائی ہے جسکی تقریر یہ ہے لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ لٰكِنْ لَا أَسْمَعَهُمْ فَلَا يَعْلَمُ فِيهِمْ خَيْرًا
رفع تالی رفع مقدم کو منتج ہے وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا الخ دوسرا قیاس ہے چونکہ فرقہ منکرہ امور حقیقیہ واقعیہ
نفس الامریہ ثابتہ شرعیہ کا انکار نہایت درجہ کو پہنچ چکا ہے۔ بنا بریں لازم ہوا کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ
وسلم پر تحریر کتاب ہو جسمیں اثبات حیوۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو دلائل بینہ اور براہین قاطعہ اور قرآن کریم اور
احادیث صحیحہ حسنہ اور اقوال علماء مذاہب اربعہ سے۔ اور اس رسالہ منیف مقالہ کو انوار الاتقیاء فی حیوۃ الانبیاء
سے موسوم کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق اتمام علیٰ احسن النظام عطا فرمادے۔ وہا انا اشرع فی المقصود
بعونہ تعالیٰ واستعانۃ النبی الرؤف الرحیم۔

اَلْبَحْثُ الْاَوَّلُ :- اسمیں اثبات حیوۃ بآیات بینات قرآن کریم ہے۔

بکرار ابد قرار مدنی تاجدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں مع روح اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جسم
الاطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور یہ حیات پاک حیات مستمرہ ابدیہ ہے۔ اور اکمل وارفع و...

ہے حیات شہداء سے اور یہ حیات ثابت ہے باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے۔ اور اس میں دو
قول ہیں۔ اوّل حیات اکمل وارفع ساتھ روح وجسد کے۔ اور حیات شہداء پر زائد ہے۔ اور یہ حیات
مثبت احکام دنیا ہے۔ اور یہ قول ہے صاحب تلخیص و امام الحرمین رحمہما اللہ کا۔ ملاحظہ ہو تحقیق علامہ سبکی
قدس سرہ کی شفاء السقام فی زیارت خیر الانام صفحہ ۱۵۸ واعلم انہ لا بد فی تفسیر الحیوٰۃ التی نثبتہا للنبی صلی
اللہ علیہ وسلم والحیوٰۃ التی نثبتہا للشہید وحیوٰۃ سائر الموتی ایضا فاما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد صاحب
التلخیص من الشافعیۃ فی خصائصہ ان مالہ بعد موتہ قائم علی نفقتہ وملکہ وقال امام الحرمین رحمہ اللہ تعالی
ان ما خلفہ بقی علی ما کان فی حیوتہ فکان ینفق ابوبکر منہ علی اہلہ وخدمہ وکان یری انہ باق علی ملک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان الانبیاء احیاء واعلم ان ہذا القول یقتضی اثبات الحیوٰۃ فی احکام
الدنیا وذالک زائد علی حیوٰۃ الشہداء۔ محصل ترجمہ: جس حیات کو ہم نبی علیہ السلام کیلئے اور شہداء
کیلئے اور باقی سب مردگان کیلئے ثابت کرتے ہیں اسکی تفسیر ضروری ہے۔ صاحب تلخیص نے جو شافعیہ میں سے ہیں حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیوٰۃ طیبہ کو آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔ کہ آپ کا مال آپکے خرچ اور ملک
پر باقی ہے۔ اور امام الحرمین رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جو چیز حضور علیہ السلام نے اپنے بعد چھوڑی ہے وہ اسی حال پر باقی
رہے گی کہ جس حال پر آپکی زندگی میں تھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپکے مال سے آپکی آل اور آپکے
خادموں پر خرچ کیا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ مال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملک پر باقی ہے۔
اسلئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔ اور یہ قول دنیا کے احکام میں اثبات زندگی کو چاہتا ہے
اور یہ شہداء کی حیات پر زیادتی ہے: یعنی شہداء کرام کے حق میں یہ حکم جاری نہیں:

دوسرا قول یہ ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور اسیطرح باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کی حیات۔ حیات شہداء سے ارفع واعلیٰ ہے۔ اگرچہ اسمیں احکام دنیا ثابت نہیں۔
علامہ قاضی القضاۃ شیخ الاسلام امام المجتہدین سیف المناظرین تقی الدین ابو الحسن علی ابن
عبد الکافی سبکی قدس سرہ العزیز شفاء السقام فی زیارت خیر الانام کے دوسرے مقام پر ارقام فرماتے
ہیں ملاحظہ فرمائیے صفحہ ۱۷۲ واما حیوٰۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فاعلی واکمل واتم من

الجمیع لانھا للروح والجسد علی الدوام علی ما کان فی الدنیا علی ما تقدم عن جماعۃ من العلماء ولو لم یثبت ذالک فلا شک فی کمال حیوتہم اکبر من الشہداء او غیرہم محصل ترجمہ۔ حیوۃ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام باقی تام سے بہت کامل اور بلند اور تام ہے۔ کیونکہ یہ حیوۃ روح اور جسم دونوں کے لئے ہے دائماً جیسا کہ دنیا میں تھی۔ یہ ایک جماعت کا مذہب ہے جسکی تصریح پہلے گذر چکی ہے۔ اگر یہ مسلک ثابت نہ ہو تو تب بھی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حیوۃ طیبہ شہداء وغیرھم سے اکمل اور اعظم ہے علامہ موصوف قدس سرہ العزیز کے اس کلام سے ثابت ہوا کہ ترجیح قول ثانی کو ہے۔

اب اس تقریر سے مولوی عبد اللطیف صاحب کے تیسرے رقعہ کا جواب واضح ہوگیا۔

دلیل قرآن کریم وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ہ البقرہ ۲ ترجمہ۔ اور نہ کہو ان لوگوں کو جو اللہ تعالی کی راہ میں مارے جاتے ہیں کہ وہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے

قرآن کریم کی دوسری دلیل :۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ہ الآیہ ترجمہ :۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ روزی دیئے جاتے ہیں۔ اور اللہ نے انکو اپنے فضل سے جو دیا ہے اسپر خوش ہیں اور جو ان کے پیچھے سے ابھی انہیں پہنچے نہیں ان پر بھی خوش ہیں اسلئے کہ ان پر ڈر اور غم کسی قسم کا نہ ہوگا۔

اور حیات شہداء میں اختلاف ہے کہ یہ حیات حقیقی ہے یا مجازی۔ اور حقیقی ہونے کی صورت میں بھی اختلاف ہے کہ اب زندہ ہیں یا قیامت کو زندہ ہونگے۔ اب زندہ ہونے کی بنا پر اختلاف ہے کہ آیا یہ زندگی صرف روحانی ہی ہے یا روح اور جسم دونوں کی۔ اس بارہ میں یہ چار اقوال ہیں۔ اور یہ قول کہ اب زندہ نہیں یا قیامت کو زندہ ہونگے۔ بہت ضعیف ہے۔ اسلئے کہ دلائل

تعالیٰ و ... بتلاتا ہے۔ کہ اے مومنو! تم شہداء کرام کی حیوۃ کو نہیں سمجھ سکتے۔ حالانکہ بعض تو
قیامت میں شہداء کیلئے حیات کے قائل ہیں۔ بہرحال اللہ نے اس قول کی تردید فرمادی۔ اور پھر
ثابت فرمادیا کہ شہداء اب حی بحیوۃ طیبہ ہیں۔ لیکن تمہاری عقلیں اس حیوۃ کے ادراک سے قاصر
ہیں۔ لہذا یہ قول بالکل غلط ہے۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ اب بھی بمعہ روح اور جسد کے زندہ
بزندگی حقیقیہ ہیں۔ ملاحظہ ہو شفاء السقام ص ۱۷۶ اور ملاحظہ ہو شرح صدور فی احوال الموتیٰ
والقبور وقال ابوحیان فی تفسیرہ عند ہذہ الآیۃ اختلف الناس فی ہذہ الحیوۃ فقال قوم معناہا
بقاء ارواحہم دون اجسادہم لانا نشاہد فسادہا وفنائہا۔ وذہب آخرون الی ان الشہید
حی الجسد والروح ولا یقدح فی ذالک عدم شعورنا بہ فنحن نراہم علی صفۃ الاموات وہم احیاء
کما قال اللہ تعالیٰ وتری الجبال تحسبہا جامدۃ وہی تمر مر السحاب
وکما یری النائم علی ہیئتہ وہو یری فی منامہ ما یتنعم بہ ویتألم۔ قلت ولذالک قال اللہ تعالیٰ
احیاء ولکن لا تشعرون بقولہ ذالک خطابا بالمؤمنین علی انہم لا یدرکون ہذہ الحیوۃ بالمشاعر
والحس ولہذا امتیز الشہید من غیرہ ولو کان المراد حیوۃ الروح فقط لم یحصل لہ التمییز من
غیرہ لمشارکۃ سائر الاموات لہ فی ذالک۔ ولعلم المؤمنین بأسرہم حیوۃ الارواح فلم یکن
بقولہ تعالیٰ ولکن لا تشعرون معنی وقد یکشف لبعض اولیاءہ فیشاہد ذالک انتہی
شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور۔ باب زیارۃ القبور وزوارہم۔ **ترجمہ**
ابوحیان نے اس آیت کریمہ کے ماتحت اپنی تفسیر میں ارقام فرمایا کہ لوگوں نے اس حیات میں اختلاف
کیا ہے۔ ایک جماعت نے کہا ہے کہ اسکے معنی انکی روحوں کا باقی رہنا ہے۔ نہ کہ انکے اجسام کا۔ کیونکہ
اجسام کے بگڑنے اور فنا ہوجانیکا ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور بعض دوسرے علماء اس امر کیطرف گئے ہیں
کہ شہید کا جسم اور روح دونوں زندہ ہوتے ہیں۔ اور ہمارا اسکو محسوس نہ کرنا اسمیں قادح
نہیں اور ہم انکو مردوں کی صفت میں دیکھتے ہیں حالانکہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
اور تو دیکھتا ہے پہاڑوں کو اور خیال کرتا ہے کہ یہ جمے ہوئے ہیں۔ یعنی جنبش نہیں کرینگے حالانکہ وہ ایسے

پھلینگے جیسے کہ بادل چلتے ہیں، نیتجاً ویسے کہ سویا ہوا آدمی ظاہری تو سویا ہوا نظر آتا ہے۔ حالانکہ وہ ذہنی میں ایسی چیزیں دیکھتا ہے جنسے خوش ہوتا ہے۔ اور ایسی چیزیں کہ جن سے دکھ اور تکلیف پاتا ہے۔ حضرت حیانؒ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم انکی حیوٰۃ کو نہیں سمجھتے، اور اللہ تعالیٰ نے اِس قول سے مومن کو خطاب کر کے وِسبات پر آگاہ فرمایا کہ تم حیوٰۃ شہداء کو مشاہدہ اور حس معلوم نہیں کر سکتے۔ اس قول باریؔ سے شہداء اور غیر شہداء میں امتیاز ہو جاتا ہے۔ اگر اس صرف روح کی حیات مراد ہو تو شہید اور غیر شہید میں کوئی تمیز اور فرق باقی نہیں رہتا کیونکہ صرف حیوٰۃِ روح میں باقی مردے بھی شہید سے شریک ہیں۔ اور یہ تو تمام مومن جانتے ہیں کہ روحیں زندہ ہوتی ہیں تو پھر ولکن لاتشعرون کا کوئی معنیٰ نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بعض دوستوں پر ظاہر کر دیتا ہے تو وہ اسکا مشاہدہ کر لیتے ہیں،،

اور شہداء کی جسمانی حیات کے آثار کئی دفعہ مشاہدہ میں آچکے ہیں چنانچہ امام ابن قتیبہؒ متوفی ۲۷۶ھ ،،شہداء اُحد کی نسبت تحریر کرتے ہیں "حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ عَنِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ قَالَ لَمَّا اَرَادَ مُعَاوِیَۃُ اَنْ یُّجْرِیَ الْعَیْنَ الَّتِیْ حَفَرَہَا قَالَ سُفْیَانُ وَتُسَمّٰی عَیْنَ اَبِی الزِّیَادِ نَادَوْا بِالْمَدِیْنَۃِ مَنْ کَانَ لَہٗ قَتِیْلٌ فَلْیَاْتِ قَتِیْلَہٗ قَالَ جَابِرٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَاَتَیْنٰہُمْ فَاَخْرَجْنٰہُمْ رِطَابًا یَتَثَنَّوْنَ وَاَصَابَتِ الْمِسْحَاۃُ رِجْلَ رَجُلٍ مِّنْہُمْ فَانْقَطَرَتْ دَمًا فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا یُنْکِرُ بَعْدَ ہَا مُنْکِرٌ اَبَدًا" کتاب مختلف الحدیث مطبوعہ مصر ص ۱۸۸۔ اور حدیث بیان کی مجھ محمد ابن عبیدؒ نے ابن عُیَینہؒ سے اور ابن عیینہؒ نے ابو زبیرؒ سے اور ابو زبیرؒ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے کھودے ہوئے چشمہ کے جاری کرنیکا ارادہ کیا تو حضرت سفیانؓ نے کہا کہ اِس چشمے کو مدینہ منورہ طیبہ میں عین ابی زیاد کہا جاتا ہے۔ اور مدینہ منورہ میں منادی کر دی کہ جس کا کوئی قتیل ہو وہ اپنے قتیل کے پاس آئے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم شہداء کے پاس آئے اور انکو قبروں سے نکالا اور وہ بالکل تر و تازہ تھے۔ اور انکے اعضاء (اِدھر اُدھر) مُڑ سکتے تھے "یعنی نرم تھے" اور ان میں ایک کے پاؤں پر بیلچہ لگا تو پاؤں سے خون ٹپک پڑا۔ تو حضرت سعید خدریؓ نے فرمایا۔ کہ اسکے بعد کو

کوئی منکر انکار نہ کرے گا۔ مختلف الحدیث

یہ جو واقعہ امام ابن قتیبہؒ نے ذکر فرمایا ہے یہ غزوہ اُحد کے چالیس سال بعد کو وقوع میں آیا۔ اور علامہ نور الدین سمہودی نے کتاب وفاء الوفاء جزء ثانی صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶ میں تحریر فرمایا کہ یہ واقعہ جنگ اُحد کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔ جیسا کہ موطا امام مالکؒ میں ہے کہ ایک رو کی وجہ سے مردوں کو نکال کر دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ مگر اس دفعہ بھی ان میں کوئی تغیر نہ آیا تھا گویا کہ کل شہید ہوئے ہیں ان میں سے ایک زخمی تھا اور اس نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھا ہوا تھا تو اس کا ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا مگر وہ پھر اپنی جگہ پر آ گیا۔ انتہیٰ وفاء الوفاء۔ حضرت جابرؓ کے والد ماجد حضرت عبداللہؓ بن عمر بن حرام احد کے دن شہید ہوئے تھے اور حضرت عمر بن الجموح بن زید بن حرامؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے تھے پھر حضرت جابرؓ نے اُنکو نکال کر پاس ہی علیحدہ قبر میں دفن کیا۔ چنانچہ بخاری شریف کتاب الجنائز، باب ہل یخرج المیت من القبرِ واللحدِ لِعلّةٍ میں حضرت جابرؓ کے یہ الفاظ ہیں۔ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِیْ اَنْ اَتْرُکَہٗ مَعَ الْاٰخَرِ فَاسْتَخْرَجْتُہٗ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْھُرٍ فَاِذَا ھُوَ کَیَوْمِ وَضَعْتُہٗ ھُنَیَّةً غَیْرَ اُذُنِہٖ۔ ترجمہ: پھر نہ خوش ہوا دل میرا اس بات پر کہ میں اپنے والد ماجد کو دوسرے آدمی کے ساتھ چھوڑ دوں، تو میں نے چھ ماہ کے بعد انکو اس قبر سے نکال لیا تو دیکھتا ہوں کہ وہ قریبًا ایسے ہی ہیں جیسے کہ دفن کرنیکے وقت تھے سوائے کان کے۔ انتہیٰ ترجمہ نیز دیکھو طبقات ابن سعدؒ جزء ثالث قسم ثانی فی البدریّین من الانصار صفحہ ۱۰۵ پس ان علماءؒ کی تحقیق کی بناء پر ثابت ہوا کہ شہداء زندہ ہیں روح اور جسم دونو انکے ساتھ۔ اور اس زندگی کے آثار بھی مشاہدہ میں آ چکے ہیں۔ مگر یہ زندگی غیر مشاعر ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں مصرّح ہے۔ اور قیامت کو یہ زندگی شاعر ہوگی۔ اب اس تحقیق سے اس اعتراض کا رد ہو گیا جو وارد ہو سکتا تھا۔ کہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔ کہ قیامت کے دن روح جسم کیطرف لوٹیگی، اور تم کہتے ہو کہ اعادہ روح جسم کیطرف قبر میں ہو چکا ہے۔

پس دونوں زندگیوں میں فرق یہ ہوا کہ حیاتی قبر غیر مشاعر اور حیاتی حشر مشاعر ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ اعادہ روح ہوئے جسم حدیث صحیح میں وارد ہے اسکے الفاظ حدیث یہ ہیں، فَتُعَادُ رُوْحُہٗ فِیْ جَسَدِہٖ روایت کیا اسکو احمد، اور ابن ماجہ، اور ابو داؤد، اور نسائی نے اور نقل اس حدیث کا رو محمود رواہ ابو عوانة الاسفرائنی فی صحیحہ و ذہب بموجب ہذا الحدیث جمیع اہل السنّة والحدیث۔ کتاب الروح للحافظ ابن القیم صفحہ ۹۲ روایت کیا

نسائی اور ابن ماجہ نے اول حدیث کا۔ اور روایت کیا اسکو ابو عوانۃ الفرائنی نے اپنے صحیح میں اور ابن حزم محلی ظاہریہ نے اعتراض کیا ہے کہ فتعاد روحہ الخ والی زیادتی حدیث صحیح میں وارد نہیں بلکہ حیوٰۃ برزخی فقط حیوٰۃ روحانی ہے۔ اور یہ زیادت درست نہیں۔ اور اسکی روایت میں ابی المنہال متفرد ہے۔ اور اس حدیث کو بغیر زاذان کے کسی نے روایت نہیں کیا لہذا اس سے تمسک اور سند پکڑنا صحیح اور درست نہیں"

الجواب۔ یہ حدیث مشہور اور مستفیض ہے اور حفاظ کی ایک جماعت نے اسکی تصحیح کی ہے۔ اور ائمہ حدیث میں سے بھی کسی محدث نے اس پر طعن نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اسے اپنی کتب میں روایت کیا۔ اور اسے قبول بھی کیا اور دین کے اصول سے اصل ٹھہرایا۔ ملاحظہ ہو کتاب الروح ہذا حدیث مشہور مستفیض صححہ جماعۃ من الحفاظ ولا نعلم احدا من ائمۃ الحدیث طعن فیہ بل رووہ فی کتبہم وتلقوہ بالقبول وجعلوہ اصلا من اصول الدین انتہی۔ اور کتاب الروح میں کہا وقول ابی محمد لم یروہ غیر زاذان فوہم منہ بل رواہ عن البراء غیر زاذان ورواہ عدی بن ثابت ومجاہد بن جبیر ومحمد بن عقبۃ وغیرہم وقد جمع الدارقطنی طرقہ فی مصنف مفرد وزاذان من الثقات روی عن اکابر الصحابۃ کعمر وغیرہ وروی لہ مسلم فی صحیحہ وقال یحیی بن معین ثقۃ وقال حمید بن ہلال وقد سئل عنہ ہو ثقۃ لا تسئل عن مثل ہؤلاء وقال ابن عدی احادیثہ لا باس بہا اذا روی عنہ ثقۃ وقولہ ان المنہال بن عمرو تفرد بہذہ الزیادۃ وہی قولہ فتعاد روحہ فی جسدہ وضعفہ فالمنہال احد الثقات العدول قال ابن معین المنہال ثقۃ وقال العجلی کوفی ثقۃ واما قال وتضعیف ابن حزم لہ لا شیء فانہ لم یذکر موجبا لتضعیفہ غیر تفردہ وقد بینا انہ لم یتفرد بہا بل تفرد بہا غیرہ انتہی۔

ترجمہ:۔ ابو محمد کا کہنا کہ اس حدیث کو بغیر زاذان کے کسی نے روایت نہیں کیا یہ وہم ہے ابن حزم سے۔ بلکہ اسکو براء سے بغیر زاذان نے۔ اور روایت کیا اسکو عدی بن ثابت اور مجاہد بن جبیر اور محمد بن عقبہ وغیرہ نے اور جمع کیا دار قطنی نے اپنی ایک مستقل کتاب میں تمام طرق سند کو، اور زاذان ثقہ ہے اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ جیسے کہ حضرت عمر وغیرہ" سے روایت کرتا ہے۔ اور اسے حضرت مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں روایت کیا اور یحیی بن معین نے کہا ثقہ ہے اور حمید بن ہلال نے کہا اور ان سے سوال کیا گیا کہ وہ ثقہ ہے ان جیسوں کے بارے میں

مت پوچھ۔ اور ابن عدی نے کہا کہ اسکی احادیث لا بأس بہا ہیں جبکہ وہ ثقہ راوی سے روایت کرے۔ اور
ابن حزم کا قول کہ منہال بن عمرو اس روایت کیساتھ متفرد ہے جو عبارت فیعاد روحہ فی جسدہ ہے۔ اور منہال ضعیف
ہے۔ منہال تو ایک ثقات اور عادل رواۃ میں سے ہے۔ اور ابن معین نے کہا کہ منہال ثقہ ہے۔ اور عجلی نے کہا
کہ کوفی ثقہ ہے۔ بنابریں ابن حزم کا اسے ضعیف قرار دینا ہیچ ہے کیونکہ اُسنے موجب ضعف کو بیان نہیں
کیا بغیر تفرد کے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ منہال اس روایت میں متفرد نہیں بلکہ اور رواۃ نے بھی اسکو روایت
کیا ہے۔ انتہیٰ یہ کہتا ہے بندہ جبکہ منہال کا ثقہ ہونا ثابت ہوا تو زیادت ثقہ مقبول ہے۔ ملاحظہ ہو کلام
علامہ ابن حجر (نخبۃ الفکر میں) پس ابن حزم کا اعتراض بالکل باطل ہے۔ اور یہ حافظ ابن قیم کے جواب کے علاوہ
دوسرا جواب ہے۔ پس ابن حزم کا کلام دو وجہ سے باطل ہوا۔

-: اب بعد مقدمہ ممہدہ کے بعد حیوٰۃ الانبیاء کے براہین اور تقریر کا آغاز کیا جاتا ہے :-

دونوں آیتوں سے شہداء کیلئے جسم اور روح کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ باعتبار تمہید
مقدمہ ممہدہ کے واضح ہے۔ اور ظاہر ہے کہ شانِ شہداء باقی اموات سے ارفع اور اعلیٰ ہے اور
شہداء سے شانِ انبیاء بدرجہا ارفع اور اعلیٰ ہے۔ پس جبکہ ادنیٰ میں جسمانی اور روحانی زندگی دونوں
ثابت ہیں تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے تو حیات روحانی اور جسمانی بطریق اولیٰ ثابت ہے۔
اور یہ باعتبار دلالۃ النص کے ثابت ہے۔ جو کہ علم اصول کا قاعدہ ہے۔ اور جبکہ انبیاء و رسل کیلئے
یہ حیوٰۃ طیبہ ثابت ہے تو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بواقی سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ لہذا آپکی زندگی بھی اکمل اور اعلیٰ اور ارفع ہے۔ ملاحظہ ہو کلام علامہ
سبکی وَاِذَا ثَبَتَ ذٰلِکَ فِی الشَّهِیْدِ ثَبَتَ فِیْ حَقِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِوُجُوْهٍ اَحَدُهَا
اِنَّ هٰذِهِ الرُّتْبَةَ بِشَرَفِهَا اُعْطِیَتْ لِلشَّهِیْدِ کَرَامَةً لَّهٗ وَلَا رُتْبَةَ اَعْلٰی مِنْ رُتْبَةِ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا شَکَّ
اَنَّ حَالَ الْاَنْبِیَاءِ اَعْلٰی وَاَکْمَلُ مِنْ حَالِ جَمِیْعِ الشُّهَدَاءِ فَیَسْتَحِیْلُ اَنْ یَّحْصُلَ کَمَالٌ لِلشُّهَدَاءِ
وَلَا یَحْصُلُ لِلْاَنْبِیَاءِ لَاسِیَّمَا هٰذَا الْکَمَالُ الَّذِیْ یُوْجِبُ زِیَادَةَ الْقُرْبِ وَالزُّلْفٰی وَالنَّعِیْمِ وَالْاُنْسِ بِالْعَلِیِّ
الْاَعْلٰی انتہیٰ۔ شفاء السقام ص ۱۵۹

ترجمہ:- جب حیات شہید کے حق میں ثابت ہوئی تو بحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچند وجوہ سے ثابت ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ زندگی ایک رتبہ ہے جو شہیدوں کو انکی کرامت کی وجہ دیا گیا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب سے کوئی رتبہ اعلیٰ نہیں ہے اور انبیاء علیہم کا حال تمام شہداء سے اعلیٰ اور اکمل ہے تو پھر ایک کمال شہداء کو حاصل ہو اور انبیاء علیہم السلام کو نہ حاصل ہو اور خصوصًا وہ کمال جو قرب الٰہی کا موجب ہو یہ محال ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حیوٰۃ شہداء کے لئے اجر شہادت ہے صغریٰ۔ اور جو اجر شہداء کو حاصل ہے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حاصل ہے کبریٰ۔ نتیجہ یہ ہوگا، حیات نبی کریم علیہ افضل التحیۃ والتسلیم کو حاصل ہے۔ بیانِ کبریٰ یہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَمَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَلَهٗ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: جس شخص نے کوئی اچھا طریقہ پیدا کیا تو اس کے لئے اس کا اجر بھی ہوگا۔ اور ان لوگوں کا اجر کہ جو اسپر عمل کرینگے۔ اور جس شخص نے کوئی برا طریقہ پیدا کیا تو اسپر اس کا بوجھ بھی ہوگا اور ان لوگوں کا بوجھ بھی کہ جو اسپر عمل کرینگے تا قیامت تک۔ ترجمہ حدیث سے ظاہر ہے کہ شہداء کو یہ زندگی باعتبار اجر جہاد کے حاصل ہے۔ اور طریقہ جہاد کے موجد بامر اللہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لہذا اس عظیم الشان امر کا اجر جو کہ حیوۃ روحانی و جسمانی ہے حضور علیہ السلام کو تا قیام قیامت ملتا رہے گا اور بنا بر امر حدیث تمام شہداء کی زندگیاں اجتماعی صورت میں حضور علیہ السلام کو بحیثیت موجد کار خیر ہونیکے حاصل ہیں۔ اس تقریر سے حضور علیہ السلام کی زندگی شہدا کی زندگی سے زیادہ اتم اور افضل ثابت ہے۔ اب بعد بیان کبریٰ کے اثبات صغرےٰ یہ ہوگا۔ کہ جب شہداء نے اپنی جانیں راہ للہ خرچ کیں تو انہیں انکے صلہ میں حیوٰۃ روحانی و جسمانی اور دائمی غیر منقطعہ حاصل ہوئی۔ اور یہ حیوٰۃ مذکورہ انکے لئے اجر ہے پس بھی ثابت ہوا۔ ملاحظہ ہو کلام علامہ سبکی قدس سرہ العزیز۔ شفاء السقام ص
الثانی اِنَّ ہٰذِہِ الرُّتْبَۃَ حَصَلَتْ لِلشُّہَدَاءِ اَجْرًا عَلٰی جِہَادِہِمْ وَبَذْلِہِمْ اَنْفُسَہُمْ لِلّٰہِ

تعالیٰ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو الذی سنّ لنا ودعانا الیہ وہدانا باذن اللہ تعالیٰ وتوفیقہ
وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم من سنّ سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا
الی یوم القیامۃ ومن سنّ سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا ووزر من عمل بہا الی یوم القیامۃ
الحدیث. ما قال والاحادیث الصحیحۃ فی ذالک کثیرۃ مشہورۃ فکل اجر حصل
للشہید حصل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بتسبیبہ مثلہ والحیوۃ اجر فیحصل
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہا زیادۃ علی مالہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاجر
الخاص من نفسہ علی ہدایتہ للمہتدی انتہی محررۃ

محصل عبارت شفاء السقام کا پہلے ذکر کر دیا ہے اب ترجمہ کی ضرورت نہیں، **تیسری وجہ**
یہ ہے۔ کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید نہیں۔ بلکہ آپ بھی شہید
ہیں کیونکہ آپ نے بکرے کا زہر آمیز گوشت کھایا جس سے بشر بن براء تو وفات پا گئے اور حضور علیہ السلام
معجزہ کے سبب سے بچ گئے۔ لیکن بعد کو وہی زہر آپکی وفات کا سبب ٹھہرا۔ لہذا آپ درجہ شہادت اور
درجہ رسالت کے جامع ہیں۔ ملاحظہ ہو شفاء السقام ص ۱۵۸ حاصل یہ ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ
وسلم شہید ہیں صغرےٰ، اور جو شہید ہے وہ زندہ ہے کبرےٰ، نتیجہ یہ ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ
وسلم زندہ ہیں۔ بیان صغریٰ ہوا زہر آمیز گوشت کا کھانا اور اثبات کبریٰ آیۃ متقدمہ اور یہ واضح ہے
پس حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارفع اور اکمل واعلیٰ ثابت ہوئی، اور اسیطرح بواقی
انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی حیات بعد الممات ان مذکورین دلائل وبراہین سے ثابت ہے۔ کیونکہ
مجاہد جہاد اصغر کی حیات جب ثابت ہے تو جہاد اکبر کے مجاہد کے لئے تو بطریق اولیٰ ثابت ہے۔
اور جہاد اکبر جہاد بالنفس کا نام ہے۔ لقولہ علیہ السلام رجعنا من جہاد الاصغر
الی جہاد الاکبر الحدیث اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے بڑھ کر جہاد
بالنفس کون کر سکتا ہے؛ اور دلالۃ النص سے بھی ثابت ہے۔ کہ ادنیٰ کے لئے ایک شرف حاصل
ہو تو اعلیٰ کے لئے بطریق اولیٰ حاصل اور ثابت ہو گا

ــ ❖ برہان رابع ❖ ــ

آیۃ کریمہ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ الخ
نے شہداء کے لئے چند صفات ثابت کیں۔ اول یہ کہ انکو رزق دیا جاتا ہے۔ دوسری یہ کہ وہ
خوش ہوتے ہیں اس عطیہ پر۔ تیسری یہ کہ اپنے پچھلے بھائیوں کیلئے "جو غیر ملحق بہم ہیں" بشارت حاصل
کرتے ہیں۔ اور یہ صفات زندوں کے ہیں۔ بنابریں تقریر برہان یہ ہوگی کہ شہدا متصف ہیں
ان صفات سے جو مذکور ہیں آیۃ کریمہ میں (صغری)، اور جو ایسے صفات سے متصف ہوگا وہ زندہ
ہوگا (کبرٰی)، نتیجہ یہ کہ شہداء زندہ ہیں۔ رزق دیا جانا اور دیگر مذکورہ صفات متعلق باجسام
اور روح دونوں کے ہیں۔ معلوم ہوا کہ شہداء بھی جسم اور روح دونوں کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور ایسے ہی
انبیاء بھی بقاعدہ دلالۃ النص زندہ بحیات روحانی و جسمانی بطریق اولیٰ ہیں۔ اور اسی طریقہ سے
باعتبار براہین ثلاثہ مذکورہ اور قاعدہ اصولیہ کے حضور علیہ السلام کی زندگی مبارک بھی ثابت ہے
آیۂ اولیٰ و ثانیہ ہر دو نویں تین تین براہین حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہیں۔ مجموعہ چھ براہنات
ہیں جیسے باتفصیل گذر چکا ١٢

قرآن مجید فرماتا ہے۔ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا
غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ (الآیہ)

ترجمہ۔ حبیب نجار کو کہا گیا کہ جنت میں داخل ہوجا۔ تو کہا اُسنے کاش کہ میری
قوم کے لوگ جان لیتے اس چیز کو کہ بخشا ہے میرے لئے میرے ربّ نے اور کیا مجھکو عزت والوں میں
سے۔ ان آیات میں حبیب نجار کے قصے کیطرف اشارہ فرمایا۔ یہ بزرگ شہر انطاکیہ میں رہتے
تھے۔ جہاں حضرت عیسےٰ علےٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے تین قاصد تبلیغ اور ہدایت

کیلئے بھیجے اونہوں نے وہاں تبلیغ کی لیکن اہل انطاکیہ ایمان نہ لائے۔ اور حبیب نجار اس غار سے باہر جہیں وہ عبادت کرتے تھے، نکل کر آئے اور اپنی قوم کو کہا کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسولونکی پیروی اور اتباع کرو اور انکی راہ پر چلو۔ بالآخر ان بدبختوں نے حضرت حبیب کو شہید کر دیا۔ تو بعد میں جناب باری تعالیٰ سے حضرت حبیب کو دخول جنت کا حکم ہوا تو اسوقت حبیب نجار نے کہا کاش کہ میری قوم میری بخشش اور عزت کو جانتی جو بخشش اور تکریم میرے رب کیطرف سے مجھ پر کیگئی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر مدارک التنزیل، اور جامع البیان وغیرہ کتب تفاسیر۔ ظاہر ہوا کہ شہید خواہ جس امت سے بھی ہو جام شہادت نوش کرجانیکے بعد بھی زندہ ہی ہوتا ہے۔ تقریر برہان یہ ہے کہ شہید متکلم ہے اور کلام روح اور جسم دونونکی صفت ہے (صغریٰ) اور جو متکلم ہو اپنے کلام کیساتھ وہ زندہ ہے ساتھ زندگی روحانی اور جسمانی کے (کبریٰ) نتیجہ واضح ہے۔ اثبات صغریٰ آیۃ متقدمہ سے ہوا۔ اور نیز اس آیۃ کریمہ سے شہداء کیلئے جسمانی اور روحانی زندگی کا اثبات ہوگیا۔ اور حسب برہانات سابقہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم وباقی انبیا علیہم السلام کیلئے بھی حیات ہے۔

اٹھواں برہان

قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

ترجمہ:۔ اور اگر منافقین نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور آپکے پاس آئیں اور اللہ تعالیٰ سے طلب بخشش کیا انہوں نے اور طلب بخشش کیا ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ پائینگے وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا، مہربانی فرمانے والا۔

اس آیت کریمہ کو ثقات علماء نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے استمداد کے جواز پر دلیل بنایا ہے خواہ وہ استمداد دنیا میں ہو یا بعد الممات ہو۔ بنابر روایت ثقات، علامہ

ابن حجر اور عتبی اور سفیان بن عیینہ یہ دونوں شیخین امام شافعیؒ سے ہیں اور امام ابو عبداللہ فاسی اور علامہ قسطلانیؒ اور نور الدین حلبیؒ بروایت محمد بن باہلیؒ اعرابی آتا ہے۔ اور یہ آیت کریمہ دربار اقدس گہربار سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے۔ کہ میں بھی ظالمین نفس سے ہوں اور آپ کے پاس آیا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے استغفار مانگتا ہوں اور آپ بھی میرے لئے استغفار مانگیں۔ پس روضۂ اقدس سے آواز آتی ہے کہ قد غفر لک، اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا۔ ملاحظہ ہو کلام علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی شواہد الحق ص ۸۰ و ۸۱ و ایضاً ص ۱۶۰ تصریح فرمائی۔ واقعہ اعرابی پر صاحب تفسیر مدارک التنزیل نے بدیں الفاظ تحریر فرمایا وَجِئْتُكَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ ذَنْبِیْ فَاسْتَغْفِرْ لِیْ مِنْ رَّبِّیْ فَنُوْدِیَ مِنْ قَبْرِہٖ قَدْ غُفِرَ لَکَ:

ترجمہ۔ اور میں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپکے پاس آیا ہوں، اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ بھی میرے لئے میرے رب سے استغفار چاہیے! تو حضور اکرم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے ندا آئی، کہ تجھے اللہ نے بخش دیا ہے۔ اور مدارک التنزیل ص ۱۸۳ پارہ ۵ سورہ نساء۔ اور ذکر فرمایا اس واقعہ کو مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام میں۔ ذکر الحافظ ابو سعد السمعانی فیما رویناہ عن علی کرم اللہ وجہہ الخ اور شیخ اجل محدث محقق شیخ عبد الحق قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب ۲ میں بروایت محمد بن حرب باہلیؒ ذکر فرمایا۔ پس ان محققین علماء کرام و مفسرین عظام کی تحقیق کے بناء پر حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم دنیا و عالم برزخ میں استمداد جائز اور درست ہے۔ اور بعد الممات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد اسی لئے جائز اور درست ہے کہ آپ زندہ بحیات مستمرہ ابدیہ ہیں۔ اور یہ حیٰوۃ شہداء کی حیٰوۃ سے بدرجہا اعلیٰ اور اکمل اور ارفع ہے۔ جیسا کہ بالتفصیل گذر چکا۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے قد غفر لک، کی آواز کا آنا ہی آپکے حی بحیٰوۃ ابدیہ ہونے کی مکمل اور صریح دلیل ہے۔ اور مذکورہ آیۃ کریمہ نے سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم کی حیٰوۃ طیبہ پر تصریح فرما دی۔ اور یہ کہنا کہ سرکار ابد قرار

صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار مانگنا آپکے زمانہ حیوۃ اور دنیاوی زندگی کیساتھ خاص ہے جیسا کہ ابن عبد الہادی نے الصارم المنکی میں کہا ہے سراسر غلط ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ متصل دلیل بتلاؤ۔ اور تخصیص کتاب اللہ کے لئے آیت مخصص کا تعین قطعی الدلالۃ یا حدیث متواتر ہونی چاہیئے خبر واحد مخصص نہیں ہوسکتی اور یہاں پر تو خبر واحد بھی موجود نہیں اور قیاس سے تخصیص کرنا قیاس بمقابلہ نص ہوگا۔ اور یہ کتاب اللہ کا نسخ ہے قیاس سے۔ اور قیاس سے کتاب اللہ کا ابطال قیاس شیطان ہے۔ اور یہ انکار کتاب اللہ ہے۔ مگر کتنی بدیہی کی بات ہے کہ احناف قیاس مستنبط اصول ثلثہ سے پیش کریں جو کتاب اللہ اور سنۃ رسول اللہ کے معارض نہ ہو۔ اور ایسے قیاس سے اعراض کرنا بڑے افسوس کی بات ہے۔ اور ضرورت ہو تو اپنی طرف سے نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا شناء دین محمدی سے واقفی عناد اور اعراض شرعی کو متضمن ہے، اور تمہاری تقریر یہاں پہ مبنی بر قیاس ہے خود نقض اجمالی ہے۔ تقریر برہان یہ ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مستغفر ہیں۔ صغرے۔ جو مستغفر ہو وہ زندہ ہوتا ہے۔ کبرٰی۔ نتیجہ یہ کہ حضور علیہ السلام زندہ ہیں حیاتی، روحانی اور جسمانی کے ساتھ۔ اسلئے کہ صدائے قد غفر لک روحانی و جسمانی حیات دونوں پر دال ہے۔

سوال :۔ فرقہ نجدیہ ضالہ حیات نبوی کا انکار کیوں کرتا ہے؟ **الجواب** :۔ اسلئے کہ دور سے اور قریب سے درود شریف کا سننا۔ اور اعمال امت کا پیش ہونا۔ اور آپ سے طلب امداد کرنا۔ اور آپکو علم غیب بالواسطہ حاصل ہونا۔ اور آپ کا حاضر و ناظر ہونا ان تمام امور کا اثبات آپکی حیوۃ مقدس پر موقوف ہے۔ اور فرقہ مذکورہ ان تمام امور مذکورہ کا منکر ہے۔ اور قدمائے وہابیہ سے لیکر آج تک یہ موصوف فرقہ حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے چلے آئے ہیں تاکہ مذکورہ امور کا ذات نبوی سے باآسانی انکار ہوسکے۔

اَلْبَحْثُ الثَّانِيْ فِيْ اِثْبَاتِ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْاَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّةِ الصِّحَاحِ

(۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِيَاءُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ. رواہ ابن عدی رح

ترجمہ :۔ حضرت انس رض سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم نور مجسم صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔ روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل میں

(۲) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَنْبِيَاءُ لَا يُتْرَكُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَلٰكِنَّهُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يُنْفَخَ فِي الصُّوْرِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَهٰذَا اِنْ صَحَّ بِهٰذَا اللَّفْظِ فَالْمُرَادُ بِهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ لَا يُتْرَكُوْنَ لَا يُصَلُّوْنَ اِلَّا هٰذَا الْمِقْدَارَ ثُمَّ يَكُوْنُوْنَ مُصَلِّيْنَ فِيْمَا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فَعَلٰى هٰذَا يَصِيْرُوْنَ كَسَائِرِ الْاَحْيَاءِ يَكُوْنُوْنَ حَيْثُ يُنْزِلُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ: حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ سے اور حضرت انسؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام چالیس دنوں کے بعد اپنی قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے نمازیں پڑھتے ہیں۔ بیہقیؒ نے کہا کہ بنابریں زندوں کی طرح ہو جاتے ہیں جہاں اتارتا ہے انکو اللہ تعالیٰ۔ انتہیٰ ملخصًا

(۳) **تیسری حدیث** بیہقیؒ نے مع الاسناد ذکر کی ہے۔ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ۔ الحدیث

ترجمہ: میں گذرا ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(۴) **چوتھی حدیث** وَقَدْ رَاَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاِذَا مُوْسٰى قَائِمٌ يُصَلِّيْ وَاِذَا رَجُلٌ جَعْدٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَاِذَا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِيُّ وَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَائِمٌ يُصَلِّيْ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُكُمْ (يَعْنِيْ نَفْسَهٗ) فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ قَائِلٌ لِّيْ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ عَلَيْهِ فَبَدَاَنِيْ بِالسَّلَامِ۔ اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ:۔

ترجمہ:۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو

انبیا علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا۔ تو اچانک حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور اچانک ہلکے گوشت والا اور پیچ دار بالوں والا ایک شخص ہے، گویا کہ قبیلہ شنوہ کے مردوں سے ہے۔ اور اچانک حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور مشابہت میں ان سے زیادہ قریب عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ اور اچانک حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور مشابہت میں ان سے زیادہ قریب تمہارے صاحب ہے (صاحب سے آپ نے اپنے کو مراد لیا) نماز کا وقت ہوا تو میں نے انبیاء علیہم السلام کی امامت کی یعنی جماعت کرائی، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کسی کہنے والے نے آواز دی کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم یہ دوزخ کا دربان مالک ہے آپ اسے سلام کیجئے! جب میں اسکی طرف متوجہ ہوا تو پہلے اسنے مجھ پر سلام دیدیا۔ انتہیٰ اس روایت کیا ہے اس حدیث کو مسلم نے۔

(۱۰) فرمایا مجتہد وقت امام اہل سنت حضرت علامہ سبکی قدس سرہ العزیز نے شفاء السقام فی زیارت خیر الانام میں حدیث سعید بن مسیب وغیرہ میں آیا ہے کہ سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی انکے ساتھ بیت المقدس میں اور حدیث ابی ذر میں ہے کہ معراج میں آیا آپ کی ملاقات ہوئی آسمانوں میں اور انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کیں، اور آپ نے ان انبیاء علیہم السلام سے باتیں کیں اور ہر ایک بات صحیح ہے۔ حدیث ابو سعید ابی ذر کی حدیث سے معارض نہیں ہے۔ پس آپ نے دیکھا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھتا ہوا قبر میں۔ پھر چلے موسیٰ اور باقی انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام بیت المقدس کو جیسا کہ چلے ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کو۔ پھر سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ آسمانوں کو چڑھے۔ جیسا کہ چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کو پس دیکھا انکو آپ نے آسمانوں میں جیسا کہ خبر دی آپ نے اور چلا جانا ان کا مقامات مختلفہ کو اوقات مختلفہ میں عقلاً بھی جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث صادق میں وارد ہے اور ان سب امور میں دلالت ہے انکی حیات پر۔ انتہیٰ ترجمہ بعینہ کلام شفاء السقام شریف کا

محرر سطور کہتا ہے۔ کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو نماز پڑھتے دیکھنا اور ان کا بیت المقدس کو چلنا اور پھر چلنا ان کا آسمانوں کو اور سرکار ابد قرار صلے اللہ کے ساتھ ان کا ملاقات کرنا اور باتیں کرنا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی انکے ساتھ باتیں فرمانا اور یہ سب کچھ صفات اجسام ہیں۔ بنابریں بلا تاویل کے ظاہراً حیوٰۃ الانبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام روحانی جسمانی

ہر دونوں ثابت ہوتی۔ رہی بحث اسمیں کہ یہ جسم مثالی ہے یا بعینہٖ۔ یہ بحث آخر ہے مگر اسمیں بھی ظاہرا عادہ
بلا تاویل اعادہ روح کا جسم میں وارد ہیں۔ اور یہ جسم بعینہٖ ہوگا نہ مثالی۔ صاحب روح المعانی کا فرمانا کہ
جسم مثالی ہے اُن احادیث کے خلاف ہوتا تاویل کی کیا ضرورت ہے۔ ظاہر ہے بغیر ناجسکو تاویل کہتے
ہیں اسکے لئے کوئی ضرورت خاص وجہ خاص ہونی چاہیئے۔ پس معنی حقیقی کو چھوڑنا اور مجاز لینا تب ہو سکتا
ہے جبکہ حقیقت متعذر ہو ورنہ تو مجاز لینا درست نہیں اسپر علماء اصول کا اتفاق ہے۔ اور جو شخص اسکے
خلاف کا دعوےٰ کرتا ہے وہ مصداق مَن ضَلَّ ضَلَّ فِی النَّارِ ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ جب معنے
حقیقی متعذر ہو جاتا ہے تب علماء اسکو معنی مجازی پر حمل کرتے ہیں ضرورت کیلئے۔ پس حیوٰۃ روحانی وجسمانی انبیاء
علےٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ثابت ہونے میں بنا بر اُن احادیث کے کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ
فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝ الآیۃ

اور یاد رکھنا قول امام بیہقیؒ کا فعلی ہٰذا یصیرون کسائر الاحیاء الخ جیسا کہ دوسری حدیث کے بیان میں گذ

(۵) **پانچویں حدیث** باسناد یحیٰی بن بکیر عن ثابت عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ۔ ترجمہ واضح ہے

(۶) **چھٹی حدیث** باسناد اوس بن اوس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَفْضَلُ اَیَّامِكُمْ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ قُبِضَ وَفِیْهِ النَّفْخَةُ وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ
فَاَكْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ قَالُوْا وَكَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا
عَلَیْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ
اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاؤدَ۔ شفاء السقام

ترجمہ:۔ اوس بن اوس سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ کہ تمہارے دنوں کا بہتر دن جمعہ ہے اسی میں حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے
اسی میں وفات پائی۔ اور اسی میں صور پھونکا جائے گا۔ اور اسی میں بیہوشی ہوگی۔ پس بہت پڑھو

دن میں درود شریف مجھ پر اس لئے کہ درود شریف تمہارا پیش کیا جاتا ہے۔ کہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اور کس طرح پیش ہوگا درود ہمارا حالانکہ آپ کو مٹی کھا جائے گی۔ پس فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ کھائے اجسام انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تخریج اس حدیث کی ابوداؤدؒ نے۔ شفاء السقام

اللھم اغفر لکاتبہ ولمولفہ آمین۔

اور فرمایا علامہ سبکیؒ نے امام بیہقیؒ اس حدیث کے شواہد ہیں :-

(۷) **ساتویں حدیث** جو کہ شواہد میں داخل ہے۔ عن ابن مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اکثروا الصلوٰۃ علیّ فی یوم الجمعۃ فانہ لیس یصلی علیّ احد یوم الجمعۃ الا عرضت علیّ صلوٰتہ

ترجمہ :- حضرت ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر بہت درود پڑھا کرو اسلئے کہ نہیں پڑھتا کوئی ایک مجھ پر جمعہ کے دن مگر پیش کیا جاتا ہے وہ درود شریف مجھ پر۔ انتہیٰ۔

(۸) **آٹھویں حدیث** :- عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْ کُلِّ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّ صَلٰوۃَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَمَنْ کَانَ اَکْثَرَھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً کَانَ اَقْرَبَھُمْ مِنِّیْ مَنْزِلَۃً

ترجمہ :- روایت ہے حضرت ابوامامہؓ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت پڑھا کرو مجھ پر درود شریف ہر جمعہ کے دن اسلئے کہ درود میری امت کا پیش کیا جاتا ہے مجھ پر ہر جمعہ کے دن میں۔ پس جو شخص بہت پڑھنے والا ہوگا درود شریف مجھ پر ہوگا بہت نزدیک ان کا مجھ سے از روئے مرتبہ کے۔ انتہیٰ شفاء السقام

(۹) **نوویں حدیث** :- عَنْ مَالِکِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَقْرَبَکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ کُلِّ مَوْطِنٍ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً فِی الدُّنْیَا فَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ قَضَی اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا ثُمَّ یُوَکِّلُ اللّٰہُ بِذٰلِکَ

مَلَكًا يُدْخِلُهُ فِي قَبْرِي كَمَا تُدْخَلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا يُخْبِرُ عَمَّنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ إِلَى عَشِيْرَتِهِ فَاُثْبِتُهُ عِنْدِي فِي صَحِيْفَةٍ بَيْضَاءَ

ترجمہ:- روایت ہے مالک بن دینار رضی سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت انس رضی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق بہت نزدیک تمہارا مجھ سے دن قیامت کے ہر جگہ میں، وہ ہوگا جو بہت پڑھنے والا ہوگا درود شریف کا دنیا میں، پس جس شخص نے پڑھا درود شریف دن جمعہ کے اور رات جمعہ کے پورا کرے گا اللہ تعالیٰ اسکی سو حاجتیں، ستر حاجات قیامت سے اور تیس حاجتیں دنیا کی۔ پھر مقرر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بسبب اس درود شریف کے یا اس درود شریف پر ایک ملائکہ جو داخل کرتا ہے اس درود شریف کو میری قبر میں جیسے داخل کیے جاتے ہیں تم پر ہدیے۔ اور وہ ملائکہ خبر دیتا ہے مجھکو اس شخص درود شریف پڑھنے والے کے نام سے اور اسکی نسب سے اور اسکے قبیلے سے پس میں اسکو ثابت رکھتا ہوں اپنے پاس ایک سفید کاغذ میں انتہیٰ۔ شفاء السقام صفحہ ۱۵۲

(۱۰) دسویں حدیث:۔ شفاء السقام میں ہے ثُمَّ ذَكَرَ الْبَيْهَقِيُّ حَدِيْثَ فَإِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُمَا كُنْتُمْ

ترجمہ:- پھر ذکر کی بیہقی رح نے حدیث جسکا ترجمہ یہ ہے تحقیق تمہارا درود شریف پہنچتا ہے مجھکو جس جگہ ہو تم

(۱۱) گیارہویں حدیث:۔ شفاء السقام میں ہے۔ ثم ذکر البیہقی رح حدیث اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِي عَنْ اُمَّتِي السَّلَامَ

ترجمہ:- پھر ذکر کیا بیہقی رح نے حدیث کو تحقیق واسطے اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کرام ہیں۔ جو پھرتے ہیں زمین میں پہنچاتے ہیں مجھ کو میری امت کی جانب سے سلام

(۱۲) بارھویں حدیث:۔ بنابر تصریح بیہقی رح۔ شفاء السقام وبقول حضرت ابن عباس رض لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَيْهِ صَلٰوةً اِلَّا وَهِيَ تَبْلُغُهُ يَقُوْلُ لَهُ الْمَلَكُ فُلَانٌ يُصَلِّي عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا صَلٰوةً

ترجمہ:- پھر ذکر کیا امام بیہقی رح نے حدیث کو تحقیق اللہ تعالیٰ کے لئے ملائکہ ہیں

سلام ہے۔ اور قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

جو پھرتے ہیں زمین میں پہنچاتے ہیں مجھکو میری امت کیجانب سے سلام ہے اور قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

کہ نہیں کوئی ایک امت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ پڑھا اس نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام پر درود

شریف مگر وہ درود شریف آپ "علیہ السلام" کو پہنچایا جاتا ہے۔ کہتا ہے آپکو ملائکہ کہ فلاں شخص پڑھتا ہے آپ پر درود شریف

اتنا اور اتنا۔ انتہی ترجمہ

(۱۳) تیرھویں حدیث:۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ

من طریق عبدالرحمٰن۔ شفاء السقام صـ۱۵۲

ترجمہ:۔ جس نے پڑھا درود شریف مجھ پر نزدیک میری قبر کے سنتا ہوں میں اسکو ہم نتہی

(۱۴) چودھویں حدیث:۔ فَاِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ

فَلَا اَدْرِیْ اَکَانَ فِیْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَوْکَانَ مِمَّنْ اِسْتَثْنَی اللّٰہُ

عَزَّوَجَلَّ۔ رواہ البخاری ومسلم۔ شفاء السقام

ترجمہ:۔ پس اچانک حضرت موسٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سخت پکڑنے والے ہیں

ایک جانب عرش کو پس مجھے معلوم نہیں آیا کہ تھے حضرت موسٰی علیہ السلام اُن لوگوں میں جنکو افاقہ ہوا مجھ سے پہلے

یا کہ اُن لوگوں میں جنکو مستثنٰی فرمایا اللہ عزوجل نے۔ روایت کیا اس حدیث کو شیخین نے:۔

"محمد" سطور کہتا ہے۔ کہ بخاری شریف میں الفاظ یہ ہیں۔ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی مُتَعَلِّقٌ

بِالْعَرْشِ اِنْتَھٰی ثُمَّ قَالَ وَمِمَّا یَدُلُّ عَلٰی حَیٰوتِھِمْ۔ شفاء السقام

ترجمہ:۔ پھر کہا امام بیہقی رح نے اور بعض ان احادیث سے جو دلالت کرتی ہیں حیٰوۃ

انبیاء علیہم السلام پر انتہی۔ اور ذکر کیا امام بیہقی رح نے حدیث مذکور کو قال البیھقی رح وَھٰذَا اِنَّمَا

یَصِحُّ عَلٰی اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ رَدَّ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ

اَرْوَاحَھُمْ فَھُمْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ کَالشُّھَدَآءِ اھ انتہی

ترجمہ:۔ پھر کہا امام بیہقی رح نے اور یہ تب درست ہو سکتا ہے۔ کہ تحقیق اللہ عزوجل

نے رد فرمایا انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر انکی روحوں کو۔ پس وہ زندہ ہیں نزدیک اپنے رب کے مثل شہدا کی۔ شفاء السقام میں ہے۔ هٰذَا جُمْلَةُ مَا ذَكَرَهُ الْحَافِظُ اَبُوْبَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ فِیْ كِتَابِ حَيٰوةِ الْاَنْبِيَاءِ فِیْ قُبُوْرِهِمْ لَمْ نَحْذِفْ مِنْهُ اِلَّا بَعْضَ الْاَسَانِيْدِ اَوْ بَعْضَ الزِّيَادَةِ فِی الْاَسْمَاءِ ٭٭

ترجمہ:۔ یہ مجموعہ احادیث وہ ہیں جنکو ذکر کیا ہے حافظ ابوبکر بیہقیؒ نے کتاب حیٰوۃ الانبیاء فی قبورھم میں۔ نہیں حذف کیا ہم نے ان احادیث سے مگر بعض اسنادات ان کے یا بعض زیادتی اسماء کی۔ انتہیٰ۔ مترجم کہتا ہے۔ کہ حذف اسناد یا حذف زیادتی اسما پر کوئی طعن نہیں کیونکہ اصل اسناد و اسماء کی بحث کتاب بیہقیؒ میں موجود ہے جس کا جی چاہے ملاحظہ کرلے ٭

(۱۵) پندرھویں حدیث :۔ ابن ماجہ شریف فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ ٭

ترجمہ:۔ پس نبی اللہ تعالیٰ کا زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔ انتہیٰ ٭

" محرر سطور کہتا ہے کہ چھٹی حدیث بروایت اوس بن اوسؓ مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں فرمایا اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ الخ۔ اور چھٹی حدیث متذکرہ بالا جسکو شفاء السقام میں نقل فرمایا اسمیں کلمہ اِنَّ اور کلمہ مِنْ محذوف ہے۔ اور کلمہ عَلَیَّ بھی محذوف ہے۔ اور نیز فرمایا اخرجہ ابوداؤد اور مشکوٰۃ شریف میں فرمایا رَوَاہُ ابوداؤد والنسائی وابنُ ماجۃ والدارمیُّ والبیہقیُّ فی الدعوات الکبیر ٭

اور حدیث نمبر ۱۵ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جسکی تخریج فرمائی ابن ماجہؒ نے بروایت ابی الدرداءؓ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ يُّصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰی يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ يُّرْزَقُ ٭ هٰكَذَا فِی الْمِشْكٰوةِ ٭ ۱۲ - ۱۲ -

ترجمہ:۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کثرت کیا کرو درود شریف کی مجھ پر جمعہ کے دن اس لئے کہ وہ ایسا ہے کہ حاضر ہوتے ہیں اس میں ملائکہ کرام اور کوئی ایک نہیں ہرگز کہ پڑھے مجھ پہ درود شریف مگر پیش کیا جاتا ہے مجھ پہ درود شریف یہاں تک کہ فارغ ہو جاتا ہے وہ پڑھنے والا اس سے۔ اور کہا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرجانے کے بعد؟ فرمایا اور مرجانے کے بعد بھی۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا زمین پہ کہ کھائے اجسام انبیاء علیہم السلام کو، پس نبی اللہ تعالیٰ کا زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے

اور رئیس المحدثین حضرت علی قاری مکی نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا قولہ یُرْزَقُ رِزْقًا مَعْنَوِیًّا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ فِیْ حَقِّ الشُّهَدَاءِ مِنْ اُمَّتِہٖ بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَكَيْفَ سَيِّدُهُمْ بَلْ رَئِيْسُهُمْ لِاَنَّهٗ حَصَلَ لَهٗ مَرْتَبَةُ الشَّهَادَةِ مَعَ مَزِيْدِ السَّعَادَةِ بِاَكْلِ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ وَعَوْدِ سَمِّهَا الْمَعْمُوْمَةِ وَاِنَّمَا عَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الشَّهَادَةِ الْحَقِيْقِيَّةِ لِلْبَشَاعَةِ الصُّوْرِيَّةِ وَلِاِظْهَارِ الْقُدْرَةِ الْكَامِلَةِ بِحِفْظِ فَرْدٍ مِّنْ بَيْنِ اَعْدَائِهٖ مِنْ شَرِّ الْبَشَرِيَّةِ وَلَا يُنَافِيْهِ اَنْ يَّكُوْنَ هُنَاكَ رِزْقٌ حِسِّيٌّ اَيْضًا وَهُوَ الظَّاهِرُ۔ مرقات بعینہ

ترجمہ:۔ رزق دیا جاتا ہے انکو رزق معنوی اسلئے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپکی امت کے شہداء کے حق میں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں،، اور کسطرح سردار ان کے بلکہ رئیس ان کے کیونکہ حاصل ہوا ان کے لئے مرتبہ شہادۃ کا بمع زیادتی سعادت کے ساتھ کھانے گوشت بکری کے جسمیں کہ زہر ڈالی گئی تھی اور ساتھ لوٹنے اس مسموم زہر کے، اور نہیں بچایا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت حقیقیہ سے اس لئے کہ ظاہری صورت خراب نہ ہو اور واسطے ظاہر کرنے قدرت کاملہ کے ساتھ بچانے ایک فرد کے درمیان میں دشمنوں کے سے اور نہیں منافی رزق معنوی کے ساتھ کہ ہو وہاں رزق حسی بھی اور رزق حسی کا ہونا ظاھر ہے۔ انتہی۔ اور عرض کے معنی میں فرمایا کہ مجموعہ روح وجسم پر پیش کیا جاتا ہے۔ دَفِيْهِ

اِشَارَةٌ اِلٰی اَنَّ الْعَرْضَ عَلٰی مَجْمُوْعِ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ مِنْهُمْ ۔ مرقات المصابیح لعلی القاریؒ

ترجمہ :۔ اور اس میں اشارہ ہے اثبات کیطرف کہ تحقیق پیش کرنا درود شریف کا اور پر مجموعہ روح اور جسم کے ہوتا ہے ان انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پر انتہیٰ ۔

پس بنابر ان احادیث کے زندگی روحانی و جسمانی انبیا علیہم الصلوۃ والسلام میں کوئی شبہہ باقی نہیں رہا ۔

(۱۶) **سولویں حدیث :۔** عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَيْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ ۔ شفاء السقام

ترجمہ :۔ روایت ہے حضرت انس بن مالکؓ سے تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا میں حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام پر اس رات میں جس میں سیر کرایا گیا مجھکو نزدیک سرخ ڈھیری کے اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتے ہیں اپنی قبر میں انتہیٰ

(۱۷) **سترھویں حدیث :۔** وَعَنْ اَنَسٍؓ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی مُوْسٰی بْنَ عِمْرَانَ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ

ترجمہ :۔ روایت ہے حضرت انسؓ سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابوذرؓ سے کہ سرکار دو عالم نور مجسم ہادی اعظم عالم ما کان و مایکون صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ افضل التحیۃ والسلام چھٹے آسمان میں دیکھا :۔ انتہیٰ

اور یہاں پر اعتراض واقع ہوتا ہے کہ احادیث میں تعارض آگیا بعض احادیث میں وارد ہے کہ دیکھا انکو قبر میں نماز پڑھتے ۔ اور بعض میں وارد ہے کہ انکو بیت المقدس میں دیکھا اور بعض میں وارد ہے کہ چھٹے آسمان میں دیکھا ۔

الجواب :۔ قَالَ الْاِمَامُ الْبَيْهَقِيُّ لَيْسَ فِی الْاَخْبَارِ مُنَافَاةٌ فَقَدْ يَرَاهُ فِیْ مَسِيْرِهٖ قَائِمًا يُّصَلِّيْ فِیْ قَبْرِهٖ ثُمَّ يُسْرٰی بِهٖ اِلٰی بَيْتِ الْمَقْدِسِ

كَمَا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآهُ فِيْهِ ثُمَّ عُرِجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ
كَمَا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآهُ فِي السَّمَاءِ وَكَذٰلِكَ سَائِرُ مَنْ
رَآهُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ فِي السَّمَاءِ وَالْأَنْبِيَاءُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ
أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ فَلَا يُنْكَرُ حُلُولُهُمْ فِي أَوْقَاتٍ بِمَوَاضِعَ مُخْتَلِفَاتٍ
كَمَا وَرَدَ فِي خَبَرِ الصَّادِقِ بِهٖ انتہیٰ

ترجمہ:۔ فرمایا امام بیہقیؒ نے اور نہیں منافات درمیان احادیث کے پس کبھی دیکھتے ہیں ایسی سیر ہیں کہ کھڑے نماز پڑھتے ہیں اپنی قبریں پھر سیر کراتا ہے انکو اللہ تعالیٰ طرف بیت المقدس کے جیسا کہ سیر کراتا ہے سرکار ابد قرار مدنی تاجدار احمد مختار شفیع یوم قرار صلے اللہ علیہ وسلم کو پس دیکھتے ہیں آپ انکو بیت المقدس میں پھر لیجاتا ہے انکو طرف آسمان کے جیسا کہ لیجاتا ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو پس دیکھتے ہیں آپ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو آسمان میں اسیطرح باقی جسکو دیکھا ہے آپ نے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام میں سے زمین میں پھر آسمان میں اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام زندہ ہیں نزدیک رب اپنے کے مثل شہداء کی پس نہیں انکار کیا جاتا اُن کے جانے کا اوقات مختلفہ میں مختلف جگہوں کو جیسا کہ وارد ہے حدیث صادق میں۔ انتہی"

(۱۸) اٹھارویں حدیث:۔

قَالَ فِيْ شِفَاءِ السِّقَامِ ص۱۵۳ وَقَدْ ثَبَتَ فِي الصَّحِيْحِ فِيْ حَدِيْثِ الْإِسْرَاءِ أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا إِلَى مَا قَالَ وَوَجَدَ إِبْرَاهِيْمَ فِي السَّابِعَةِ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ؞

ترجمہ:۔ اور تحقیق حدیث صحیح میں آیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا حضرت آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا میں اور پایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ساتویں آسمان میں تکیہ لگانے والے تھے اپنی پیٹھ کا بیت المعمور کیطرف ؞ یہ حدیث بروایت حضرت انسؓ کے ابوذرؓ سے مروی ہے۔ ؞

(۱۹) انیسویں حدیث :- مسلم شریف جسمیں دیکھا آپنے انبیاء علیہم السلام کو آسمانوں کو ل میں بروایت ثابت بنانی حضرت انس رضی سے جسمیں دیکھا آپنے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کو پہلے آسمان میں اور حضرت آدم کا آپکو مرحبا فرمانا۔ دوسرے آسمان میں حضرت عیسیٰ کو دیکھا۔ اور حضرت یحیٰ علیہ السلام ابن زکریا علیہ السلام کو دیکھنا اور انکا مرحبا فرمانا اور دعا کرنا آپ کیلئے تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنا اور انکا مرحبا فرمانا اور دعا کرنا۔ چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھنا اور انکا مرحبا فرمانا اور دعا مانگنا۔ پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھنا اور ان کا اسیطرح مرحبا فرمانا اور دعا کرنا۔ اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنا اور ان کا مرحبا فرمانا اور دعاء خیر کرنا۔ اور ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنا درانحالیکہ وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے بیت المعمور کے ساتھ۔ اور اس حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آپکے ساتھ واپسی میں واقعہ ملاقات مذکور ہے الخ ملاحظہ ہو مسلم شریف صہ ۹۱

اسیطرح ایک اور حدیث بروایۃ سعیدؒ کے قتادہؓ سے اور ان کا انس بن مالکؓ سے اور ان کا مالک بن صعصعہ سے مع الشک یا بلا شک تصریح فرمائی علامہ نوویؒ نے شرح مسلم شریف میں ، اور یہ حدیث بھی مسلم شریف میں ہے ۔ بعد اس حدیث کے بیس احادیث ہو گئیں :-

(۲۱) اکیسویں حدیث :- مسلم شریف بروایت ابن عباس رضی قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُسْرِيَ بِهٖ فَقَالَ مُوْسٰى آدَمُ طُوَالٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَقَالَ عِيْسٰى مَرْبُوْعٌ ؕ

ترجمہ :- فرمایا حضرت ابن عباسؓ نے کہ بیان فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسوقت سیر کرایا گیا آپکو آسمانوں کا۔ پس فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے اور لمبے قدوالے ہیں گویا قبیلہ شنوہ کے مرد ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام درمیانے قدوالے ہیں۔ انتہیٰ

اب لمبا قد ہونا یا درمیانہ قد ہونا یہ اجسام کی صفات ہیں لہذا روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی زندگی ثابت ہو گئی۔ اللھم اغفر لکاتبہ ولمؤلفہ

(۲۲) **بائیسویں حدیث** نیز بروایت ابن عباسؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ رَجُلٌ آدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَۃَ وَرَاَیْتُ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَالْبَیَاضِ سَبِطَ الرَّاْسِ ؕ

ترجمہ:- فرمایا ابن عباسؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گذرا میں اس رات میں جس میں سیر کرایا گیا مجھے موسیٰؑ بن عمران پر مرد ہے گندمی رنگ والا لمبے قد والا پیچدار بالوں والا گویا کہ وہ مرد ہے قبیلہ شنوءہ سے اور فرمایا دیکھا میں نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کو درمیانے قد والے مائل سرخی سفیدی کو پریشان بالوں والے یعنی غیر پیچدار بالوں والے انتہیٰ مسلم

(۲۳) **تیئیسویں حدیث** نیز بروایت ابن عباسؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِی الْاَزْرَقِ فَقَالَ اَیُّ وَادٍ ھٰذَا فَقَالُوْا وَادُ الْاَزْرَقِ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی ھَابِطًا مِنَ الثَّنِیَّۃِ وَلَہٗ جُؤَارٌ اِلَی اللّٰہِ بِالتَّلْبِیَۃِ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی ثَنِیَّۃِ ھَرْشٰی فَقَالَ اَیُّ ثَنِیَّۃٍ ھٰذَا قَالُوْا ثَنِیَّۃُ ھَرْشٰی قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ عَلٰی نَاقَۃٍ حَمْرَاءَ جَعْدَۃٍ عَلَیْہِ جُبَّۃٌ مِنْ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِہٖ خُلْبَۃٌ وَّھُوَ مُلَبٍّ ؕ - مسلم

ترجمہ:- تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ساتھ وادی ازرق کے پس فرمایا یہ کونسی وادی ہے؟ پس کہا لوگوں نے وادی ازرق ہے۔ فرمایا آپ نے تحقیق میں دیکھتا ہوں طرف حضرت موسےٰ علیہ السلام کے آپ اترنے والے ہیں گھاٹی سے اور واسطے آپ کے اللہ کیطرف ہمسائیگی ہے ساتھ تلبیہ کے۔ پھر آئے آپ گھاٹی ہرشی پر پس فرمایا کونسی گھاٹی ہے کہا لوگوں نے گھاٹی ہرشی ہے۔ فرمایا آپنے تحقیق میں دیکھتا ہوں طرف حضرت یونس علیہ السلام کے اوپر اونٹنی سرخ بھرے ہوئے گوشت والی کے پہنا ہوا جبہ صوف کا۔ مہار آپکی اونٹنی کی کھجور کے پتوں کی ہے اور آپ تلبیہ پڑھتے ہیں۔ انتہیٰ رواہ مسلم

مترجم کہتا ہے ۔ کہ حضور علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کو گھاٹی ازرق سے اترتا ہوا اور تلبیہ پڑھتا ہوا اور حضرت یونس علی نبینا و علیہ السلام کو گھاٹی ہرشی میں سرخ رنگ کی موٹی اونٹنی پر سوار اور جبۂ صوف پہنے ہوئے تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھنا یہ سب صفات اجسام ہیں پس زندگی جسمانی اور روحانی ثابت ہوئی ۔ علامہ نووی نے اس پر شبہ کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کس طرح حج کرتے اور تلبیہ پڑھتے ہیں حالانکہ وہ مرے ہوئے ہیں ۔ اور وہ دار آخرت میں ہیں اور دار آخرت دار تکلیف و عمل نہیں ۔ اسکے چند جوابات دیئے ۔ اوّل یہ کہ وہ مثل شہداء کی ہیں اور زندہ ہیں ۔ بلکہ شہداء سے بھی افضل ہیں ۔ بعید نہیں کہ وہ حج ادا کریں اور نمازیں پڑھیں لیکن بعد وفات بھی دار دنیا میں ہیں اگر یہ مدت ختم ہوئی تب عمل بھی منقطع ہو جائے گا مگر یہ عمل ان کا بطریق تکلیف نہیں بلکہ باعتبار تقرب کے ہے ۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے یہ جواب اول ہے ۔ باقی اجوبہ بھی بر تاویل ہیں ظاہر یہی جواب ہے ۔ از مترجم ۔ ملاحظہ ہو نووی ص ۹

(۲۴) چوبیسویں حدیث :۔ نیز بروایت ابن عباسؓ بطریق مذکور مگر اس میں زیادہ ہے وَاِصْبَعَاهُ فِی اُذُنَیْهِ :۔

ترجمہ :۔ در انحالیکہ حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام رکھنے والے ہیں انگلیوں کو اپنے کانوں میں ۔ مسلم شریف :۔ مترجم کہتا ہے کہ انگلیوں کا کانوں میں رکھنا جسم کی صفت ہے ۔ نہ کہ روح بنا بریں جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی زندگی ثابت ہوئی :۔

(۲۵) پچیسویں حدیث :۔ نیز بروایت ابن عباسؓ قَالَ اَمَّا اِبْرَاهِیْمُ فَانْظُرُوْا اِلٰی صَاحِبِکُمْ وَاَمَّا مُوْسٰی فَرَجُلٌ اٰدَمُ جَعْدٌ عَلٰی جَمَلٍ اَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ اِذَا انْحَدَرَ فِی الْوَادِیْ یُلَبِّیْ ۔ رواہ مسلم ص ۹۵

ترجمہ :۔ فرمایا بہر حال ابراہیم پس دیکھو اپنے صاحب کو ۔ اور بہر حال موسیٰ پس مرد ہے گندم گون سوار ہے سرخ اونٹ پر جسکی مہار کھجور کے پتوں کی ہے تحقیق

دیکھتا ہوں میں طرف اسکے جبکہ اترتا ہے گھاٹی میں تلبیہ پڑھتا ہے۔ انتہی

اب مترجم کہتا ہے۔ کہ آپ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی شکل بتلانا اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کا رنگ گندم گوں اور پیچدار بالو نوالا۔ اور اونٹنی پر سوار بتلانا یہ سب صفات اجسام کی ہیں

(۲۶) چھبیسویں حدیث :- مسلم شریف بروایت حضرت جابرؓ عن جابرؓ

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَیَّ الْاَنْبِیَآءُ فَاِذَا مُوْسٰی مِنَ الرِّجَالِ کَاَنَّہٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَۃَ وَرَاَیْتُ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شِبْھًا عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَیْتُ اِبْرَاھِیْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَہٗ :-

ترجمہ :- حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیش کئے گئے مجھ پر انبیاء علیہم السلام پس ناگاہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہیں درمیانہ گوشت والے گویا وہ قبیلہ شنوءۃ کے مردوں سے ہیں اور دیکھا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پس اس وقت بہت نزدیک انکے باعتبار مشابہت کے عروہ بن مسعود ہے۔ اور دیکھا میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پس اسوقت بہت نزدیک اُن کے از روئے مشابہت کے باعتبار صاحب تمہارا ہے۔ مراد ذات اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ انتہی

(۲۷) ستائیسویں حدیث :- مسلم شریف بروایۃ ابوہریرہؓ :- عَنْ اَبِیْ

ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِیْتُ مُوْسٰی فَنَعَتَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُہٗ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّاْسِ کَاَنَّہٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَۃَ وَلَقِیْتُ عِیْسٰی فَنَعَتَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَبْعَۃٌ اَحْمَرُ کَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ یَعْنِیْ حَمَّامًا قَالَ وَرَاَیْتُ اِبْرَاھِیْمَ وَاَنَا اَشْبَہُ وُلْدِہٖ بِہٖ :- مسلم

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ سیر کرایا گیا مجھے ملاقات کی میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ پس صفت بیان کی انکی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے پس وہ اسوقت مرد ہے یقین کرتا ہوں میں لمبے قد والے نہ بہت گوشت والے۔ ملاحظہ ہو نووی) کنگھی

ہوئے بالوں والا گویا وہ مرد ہے قبیلہ شنوءۃ کا، فرمایا اور دیکھا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو آپ نے انکی صفت بیان فرمائی ہیں وہ اسوقت مرد ہے درمیانہ قد والا، سرخ رنگ والا گویا نکلے ہیں حمام سے، فرمایا اور دیکھا میں نے ابراہیم علیہ السلام کو اور میں انکا بہت مشابہ بیٹا ہوں۔

(۲۸) اٹھارویں حدیث :- واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن یوسف بن عطیۃ قال سمعت ثابت البنانی یقول لحمید الطویل ہل بلغک ان احدا یصلی فی قبرہ الا الانبیاء قال لا۔

ترجمہ :- ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء جلد ۱۲ میں تخریج کیا ہے یوسف بن عطیہؒ سے اس نے کہا کہ میں نے ثابت بنانی سے سنا وہ کہتا ہے واسطے حمید طویل کے کہ کیا پہنچا تجھکو کوئی ایک جو پڑھتا ہے نماز قبر میں بغیر انبیاء کے کہا اس نے نہیں۔ انتہی الاذکیاء از علامہ سیوطیؒ

(۲۹) انتیسویں حدیث :- واخرج البخاری فی تاریخہ عن عمارؓ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان للہ تعالیٰ ملکا اعطاہ اسماع الخلائق قائم علی قبری فما من احد یصلی علی صلوۃ الا بلغنیہا :-

ترجمہ :- بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں حضرت عمار سے اس حدیث کی تخریج کی کہتے ہیں میں نے سنا نبی علیہ السلام سے آپ فرماتے تھے کہ اللہ کے لئے ایک ملائکہ ہے جسکو دیا اللہ نے سننا تمام مخلوق کا کھڑا ہے میری قبر شریف پر پس کوئی ایک نہیں کہ درود پڑھتا ہے مجھ پر مگر پہنچاتا ہے وہ مجھکو درود شریف (الاذکیاء)

(۳۰) تیسویں حدیث :- واخرج حدیث ان الناس یصعقون فاکون اول من یفیق وقال ہذا یدل ایضا علی ان اللہ رد علی الانبیاء ارواحہم وہم احیاء عند ربہم کالشہداء فاذا نفخ فی الصور النفخۃ الاولی صعقوا فیمن صعق ثم لا یکون ذالک موتا فی جمیع معانیہ الا فی ذہاب الاستشعار۔ انتہی الاذکیاء ص۳

ترجمہ :- اور تخریج کیا بیہقی نے حدیث کو تحقیق لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پس ہوں گا میں پہلا ان لوگوں کا جنکو افاقہ ہوگا اور کہا بیہقیؒ نے یہ حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے

یفیق

وقال البیہقی

ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء پر انکی روحیں لوٹا دیتا ہے اور وہ شہداء کیطرح زندہ ہیں اور جب پہلی مرتبہ صور میں پھونکا جائے گا تو لوگ بیہوش ہو جائینگے۔ پھر کہا بیہقیؒ نے یہ نہ ہوگی یہ موت تمام سا زبین مگر چلا جانا شعور کا ۱۲

(۳۱) اکتیسویں حدیث:۔ وَاَخْرَجَ اَبُوْ یَعْلٰی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیَنْزِلَنَّ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰی قَبْرِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاُجِیْبَنَّهٗ۔ انبیاء الاذکیاء ص

ترجمہ:۔ اور تخریج کیا ابویعلیٰ نے ابوہریرہؓ سے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں اس ذات پاک کی قسم ہے جسکے دست قدرت میں میری روح ہے البتہ ضرور اتریگے عیسیٰ بیٹا مریمؑ کا پھر کھڑا ہوگا میری قبر مبارک پر پس کہے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تو ضرور جواب دوں گا میں انکو انتہیٰ

(۳۲) بتیسویں حدیث:۔ وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ لَیَالِیَ الْحَرَّةِ وَمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیْرِیْ وَمَا یَاْتِیْ وَقْتُ الصَّلٰوةِ اِلَّا سَمِعْتُ الْاَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ۔ انباء الاذکیاء ۱۲

ترجمہ:۔ اور تخریج کیا حافظ ابونعیمؒ نے دلائل النبوۃ میں سعید بن مسیبؓ سے کہا اسنے البتہ تحقیق دیکھا تھا میں نے اپنے آپ کو گرمی کی راتوں میں اور نہیں تھا مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بغیر میرے اور نہیں آتا تھا وقت نماز کا مگر اس حال میں کہ میں سنتا تھا اذان کو قبر مبارک سے انتہی

(ف) حرہ مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام ہے جس میں پتھر یلے اونچے ہیں اور یہ لشکر یزید کا زمانہ تھا جو اس نے صحابہ کرام و تابعین سے جنگ کے لئے بھیجا تھا۔ ملاحظہ ہو طیبی شرح مشکوٰۃ: از مترجم

(۳۳) تینتیسویں حدیث:۔ وَاَخْرَجَ الزُّبَیْرُ بْنُ بَکَّارٍ فِیْ اَخْبَارِ الْمَدِیْنَةِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ لَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ

فِی قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیَّامَ الْحَرَّۃِ حَتّٰی عَادَ النَّاسُ ۔ انباء الاذکیا ص۶

ترجمہ:۔ تخریج کیا ابن بکار نے اخبار مدینہ طیبہ میں سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُس نے میں ہمیشہ سنتا تھا اذان اور اقامۃ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے حرہ کے دنوں میں یہانتک کہ لوگ واپس ہوئے

(۳۴) چونتیسویں حدیث ۔ وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ فِی الطَّبَقَاتِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّہٗ کَانَ یُلَازِمُ الْمَسْجِدَ اَیَّامَ الْحَرَّۃِ وَالنَّاسُ یَقْتَتِلُوْنَ قَالَ فَکُنْتُ اِذَا حَانَتِ الصَّلٰوۃُ اَسْمَعُ اَذَانًا یَخْرُجُ مِنْ قِبَلِ الْقَبْرِ الشَّرِیْفِ ۔ انباء الاذکیاء ص۶

ترجمہ:۔ تخریج کیا ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے تحقیق تھے آپ ہمیشہ رہنے والے مسجد نبوی میں حرہ کے دنوں میں اور لوگ لڑتے تھے فرمایا کہ جب نماز کا وقت قریب ہوتا تھا تو میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے اذان کی آواز سنتا تھا

(۳۵) پینتیسویں حدیث:۔ وَاَخْرَجَ الدَّارِمِیُّ فِی مُسْنَدِہٖ قَالَ اَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ لَمَّا کَانَ اَیَّامُ الْحَرَّۃِ لَمْ یُؤَذَّنْ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یُقَمْ وَاَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ لَمْ یَخْرُجْ مُقِیْمًا فِی الْمَسْجِدِ وَکَانَ لَا یَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوۃِ اِلَّا بِھَمْھَمَۃٍ یَسْمَعُھَا مِنْ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ انباء الاذکیا ص۶

ترجمہ:۔ تخریج کیا دارمی (نام کتاب) نے مسند میں کہا کہ مجھکو مروان بن محمد نے سعید بن عبد العزیز سے خبر دی اس نے کہا جب حرہ کے دن تھے تو مسجد نبوی میں اذان اور اقامت نہیں کیجاتی تھی اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ ہمیشہ مقیم ہوسنا تھے مسجد نبوی علیہ السلام میں اور نماز کا وقت نہیں معلوم کیا جاتا تھا مگر آہستہ آہستہ ہی آواز سے جو نبی علیہ السلام کی قبر انور سے سنتا تھا۔ مشکوۃ المصابیح میں (ص۵۴۵) بروایت دارمی موجود ہے

(۳۶) چھتیسویں حدیث:۔ وہ حدیث ہے جسکو علامہ سبکی نے شفاء السقام ص۱۴۳ میں ذکر فرمایا ہے۔ وَعَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ بَشَّارٍ قَالَ حَجَجْتُ فِیْ بَعْضِ السِّنِیْنَ

فَجِئْتُ الْمَدِيْنَةَ فَتَقَدَّمْتُ اِلٰى قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَسَمِعْتُ مِنْ دَاخِلِ الْحُجْرَةِ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ؛

ترجمہ :۔ ابراہیم بن بشار سے روایت ہے کہ بعض سالوں میں میں نے حج کیا اور مدینہ منورہ میں آیا تو سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ کی روضہ اطہر کی طرف بڑھا پس سلام عرض کیا میں نے تو حجرہ مبارک کے اندر سے میں نے وعلیک السلام کی آواز سنی ؛

محرر سطور کہتا ہے کہ احادیث مذکورہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر شریف میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر چھٹے آسمان پر دیکھا۔ اور شب معراج میں تمام انبیاء کا بیت المقدس میں جمع ہونا اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء سے نماز ادا کرنا۔ اور آپ کا امام بننا امامت کرانا۔ اور آپ کا باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کرنا۔ اور آپ کا بعض انبیاء کو دیکھنا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان کرنا کہ خفیف جسم والے اور پیچدار بالوں والے، اونچے قد والے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھتے دیکھنا اور ان کا حلیہ شریف مثل اپنی ذات مقدس کے بتانا اور انبیاءؑ کو الگ الگ آسمانوں میں دیکھنا۔ اور ان کا آپ کو مرحبا فرمانا۔ اور دعا کرنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادیٔ ازرق میں اترتے ہوئے دیکھنا۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کو سرخ اونٹ کھجور کے پتوں کی مہار والے پر سوار دیکھنا۔ اور صوف کا جبہ پہنے ہوئے گھاٹی سے اترتے پر دیکھنا یہ تمام صفات اجسام اور ارواح کے صفات ہیں، لھذا انبیاء علیہم السلام کے لیے جسمانی اور روحانی زندگی ثابت ہے۔ اور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کا پیش ہونا اور روضہ طیبہ پر ملائکہ کا مقرر ہونا جو ملائکہ کہ تمام دنیا کے درود شریف سنتا ہے اور تمام کا نام بطور ہدیہ آپ کے حضور پیش کرتا ہے۔ اور آپؐ کو ملائکہ سیاحین کا امت کی جانب سے سلام پہنچانا، اور درود شریف پڑھنے والے کا آپؐ کے نزدیک ہونا، اور حضور علیہ السلام کا امت کے درود و سلام کو خود بنفس نفیس سننا روضہ اقدس کے قریب ہی اور دور سے بھی۔ ملاحظہ ہو حدیث، جسکو طبرانی اور حافظ ابن قیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں بلفظ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ بیان کیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں

جو پڑھتا ہے مجھ پر درود شریف مگر مجھے اسکی آواز پہنچتی ہے یہ پوری حدیث مع الاسناد جلاء الافہام میں موجود ہے

(۳۷) **سینتیسویں حدیث:** اس حدیث پر مولوی اشرف علی کا یہ اعتراض کرنا کہ اسمیں عنعنہ ہے۔ یہ اعتراض درست نہیں کیونکہ ثقہ کا عنعنہ مقبول ہوتا ہے ملاحظہ ہو شرح نخبۃ الفکر، ورنہ تو صحیحین کی احادیث میں عنعنہ بکثرت موجود ہے۔ معترض کو چاہئیے تھا اس حدیث کے رواۃ کو غیر ثقہ ثابت کرتا جب یہ نہیں تو پھر صرف عنعنہ سے اعتراض کرنا بالکل درست نہیں چنانچہ ظاہر ہے۔ دوسرا یہ کہنا کہ جلاء الافہام کے متعدد نسخ کے مطالعہ سے بعض میں الا بلغنی صوتہ ہے اور یہ میرے قلب پر وارد ہوا۔ ہم مولویصاحب سے پوچھتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب بالواسطہ کا انکار کرتے ہو، اور اپنے لئے دعوے ورد غیب یہ کونسا انصاف ہے فیا اسفی علے ہذا العقیدۃ ۱۲ ار

سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایام حرہ درود لشکر یزید پلید کا مدینہ طیبہ میں صحابہ اور تابعین سے جنگ کے لئے، مشکوٰۃ شریف بروایت دارمی، وطبقات ابن سعد وحافظ ابو نعیم دلائل النبوۃ وتخریج زبیر بن بکا اخبار مدینہ مطہرہ طیبہ۔ اذان دینا اور روضہ اقدس سے حضرت سعید بن المسیب رضی کا سُننا اور آپکی اذان کی آواز سے اوقات نماز کو معلوم کرنا۔ یہ تمام صفات اجسام اور ارواح کے صفات سے ہیں اور تم وصاف سیدنا وغوثنا وغیاثنا ورسیلتنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ مستمرہ روحانی وجسمانی دونو کیلئے مثبت ہیں۔ اب اول سے لیکر آخر ۳۶ تک آیات واحادیث اور براہین قاطعہ سے سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم کی حیوۃ ابدیہ مستمرہ کا مسئلہ روز روشن کیطرح واضح ہوگیا۔ اور ثابت ہوا کہ حضور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم حیوۃ ابدی سے زندہ ہیں۔ اب بھی اگر کوئی بدبخت ازلی مذکورہ مکتوبہ دلائل بینات سے نظر قطع کرکے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات ابدی سے انکار کرے تو ایسے مقفل دلوں کے کھولنے کے لئے اللہ تبارک وتعالےٰ نے ویل للقسیۃ قلوبہم کا وعدہ فرما رکھا ہے اللہ تعالیٰ سے ہماری صبح ومسا یہی دعا رہتی ہے کہ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہمارے دلوں میں اور زیادہ فرما! اور

مخالفین رسولؐ کو چشم ایمانی نصیب کرے تاکہ دلائل بینات کو دیکھ کر حق و باطل کے درمیان امتیاز کر سکیں۔ یہاں تک حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیوۃ طیبہ کا اثبات مقصود تھا، پورا ہو چکا

اب یہ مناسب ہے کہ متصل ہی اس بحث شریفہ کے زیارت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر چند احادیث پیش کی جائیں تاکہ متبعین ابن تیمیہ اور باقی فرقہ نجدیہ کو کچھ تنبیہ ہو جائے۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں اِنَّ زِیَارَتَہٗ صلے اللہ علیہ وسلم مَشْرُوْعَۃٌ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَ اِجْمَاعِ الْاُمَّۃِ وَبِالْقِیَاسِ۔ ترجمہ۔ بیشک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا کتاب اللہ شریف اور سنۃ نبویہ اور اجماع امۃ اور قیاس سے ثابت ہے۔ ان کی کلام کا محصل یہ ہے کہ بحکم آیۃ کریمہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿الآیہ﴾

ترجمہ ظاہر ہے۔ آیۃ کریمہ سے امۃ مرحومہ کو ہدایۃ کرنا منظور ہے۔ کہ گم گشتگانِ چاہِ ضلالت و منہمکانِ معصیۃ! تم اپنی مغفرت کے لئے سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار گہر بار میں حاضری دے کر بطفیل و بتوسّل حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہو۔ یہ امر بعد وفات بھی جاری ہے اسکی تفصیل ابتدائی صفحات پر گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو۔ امام ابن حجر مکیؒ نے فرمایا وَ ھٰذَا لَا یَنْقَطِعُ بِمَوْتِہٖ۔ ترجمہ۔ اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات سے منقطع نہیں۔

احادیث ملاحظہ ہوں

(۱) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔ الحدیث۔ ترجمہ جس شخص نے میری قبر (اطہر) کی زیارت کی تو میری شفاعت اُس کے لئے واجب ہے۔ دوسری روایت میں حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ وارد ہے۔ کہ میری شفاعت اسکیلئے حلال ہے،

علامہ مذکور فرماتے ہیں صَحَّحَہٗ جَمَاعَۃٌ مِّنْ اَئِمَّۃِ الْحَدِیْثِ کہ اس حدیث کی ائمہ حدیث سے ایک جماعت نے تصحیح کی ہے۔

(۲) دوسری حدیث میں ان الفاظ سے وارد ہے مَنْ زَارَنِیْ لَا تُعْمِلُہٗ …

زَارَنِیْ فِیْ حَیٰوتِیْ۔ جس نے وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اُس نے زیارت کی میری زندگی میں

(۳) تیسری حدیث۔ مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تُعْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر والدارقطنی فی امالیہ وابوبکر بن المقری فی معجمہ وصححہ سعید بن السکن انتہی شفاء السقام ص۱۰

ترجمہ:۔ جو شخص زیارت کرنے والا میرے پاس آیا نہیں کام اسکا دنیا کے کاموں سے بغیر میری زیارت کے تو مجھ پر واجب ہے کہ قیامت کے دن میں اسکا شفیع ہو جاؤں الخ

اب کمترین ان ہی احادیث پر اکتفا کرتا ہے ورنہ اس باب میں ۱۵ احادیث ہیں ملاحظہ ہو شفاء السقام۔ مقصد میرا یہ تھا کہ رسالہ ہذا میں چالیس احادیث تحریر کی جائیں تو وہ مقصد ان آخر کی تین احادیث کو ملا کر پورا ہو جاتا ہے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم منظور فرمالیں تو زہے نصیب، زہے عز و شرف۔

قبل ازیں حضور علیہ السلام کے دربار گہر بار میں بواسطہ حضرت صاحب مرحوم شرقپور شریف کے درخواست پیش کی تھی مگر بغیر منظوری سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ نہیں بن آتا۔

لِلّٰہِ دَرُّ الْقَائِلْ

کس کی مجال ہے کہ دم بھر ترے مدینہ کو چلے
روتا ہوں مدتوں سے عقدہ میرا یہ کب کھلے
رحمت ہے تو جہاں کی مجھ پہ بہانا قطرہ نم
دریائے رحمت بہہ رہا پیاسا ہوں مجھکو بھی پلا

تیری رضا، رضاء رب تب ہی تو عقدہ یہ کھلے
ڈورہ بھی میرا ترے ہاتھ جیسے چلا ڈوہ چلے
دھل جائیں میرے سب گناہ
ہو جائیں مرضیں سب شفا تیرے ہی ساتھ کے تلے

صلی اللہ علیک وسلم یا حبیب اللہ

تیسری بحث علماء کرام کے اقوال کا بیان

علامہ سیوطیؒ اپنی کتاب انباء الاذکیا ص۸ میں تصریح فرماتے ہیں۔ وقال القرطبي في التذكرة في حديث الصعقة نقلا عن شيخه الموت ليس بعدم محض وانما هو انتقال من حال الى حال ويدل على ذالك ان الشهداء بعد قتلهم وموتهم احياء عند ربهم يرزقون فرحين مستبشرين وهذه صفة الاحياء في الدنيا واذا كان في الشهداء فالانبياء احق بذالك واولى وقد صح ان الارض لا تاكل اجساد الانبياء وانه صلى الله عليه وسلم اجتمع بالانبياء ليلة الاسراء في بيت المقدس وفي السماء وقد رأى موسى قائما يصلي في قبره واخبر صلى الله عليه وسلم بانه يرد السلام على كل من يسلم عليه الى غير ذالك مما يحصل من جملته القطع بان موت الانبياء انما هو راجع الى ان غيبوا عنا بحيث لا ندركهم وان كانوا موجودين احياء وذالك الحال في الملائكة فانهم موجودون احياء ولا يراهم احد من نوعنا الا من خصه الله بكرامة من اوليائه انتهى

ترجمہ: علامہ سیوطیؒ نے تذکرہ میں (تذکرہ کتاب کا نام ہے جس میں موت اور امور آخرۃ ذکر کیے گئے۔ ذکر کیا اسکو کشف الظنون نے) حدیث صعقہ میں جس کو ذکر کیا اپنے شیخ سے کہ موت عدم محض نہیں بجز زیست

کرو، ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال ہے، اس پر دلالت کرتی ہے یہ بات کہ شہداء کرام قتل ہو جانے اور مر جانے کے بعد اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ اور خوشی کی خبر طلب کرتے ہیں۔ یہ زندوں کی صفت ہے (دنیا میں) جب یہ مسلم شہداء میں ہے تو انبیاء علیہم السلام اس بات کے لئے زیادہ لائق اور بہتر ہیں۔ بلا شک صحیح ہو چکا کہ انبیاء عظام علیہم السلام کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج شریف کی رات میں بیت المقدس اور آسمانوں میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع ہوئے۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کو قبر شریف میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور عالم علم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ ہر سلام پیش کرنے والے شخص کو جواب دیتے ہیں، اور غیر اس کے بھی جنکے باعتبار مجموعہ کے اس بات کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وفات اس بات کیطرف راجع ہے کہ وہ ہم سے اس طریقہ پر غائب ہوئے ہیں کہ ہم سمجھ نہیں سکتے۔ اگر وہ حضرات زندہ موجود ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جسطرح کہ ملائکہ کا حال ہے وہ زندہ ہیں، موجود ہیں لیکن ہماری نوع (آدمیوں) میں سے انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر وہ شخص کہ اولیائے کرام میں سے اللہ نے اسکو بزرگی و کرامت سے خاص کر دیا ہے (یعنی وہ دیکھ سکتے ہیں)

علامہ سیوطی قدس سرہ نے انباء الاذکیا میں تحریر فرمایا۔ ثَبَتَ کَوْنُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيًّا فِیْ قَبْرِهٖ بِنَصِّ الْقُرْاٰنِ اِمَّا مِنْ عُمُوْمِ اللَّفْظِ وَاِمَّا مِنْ مَفْهُوْمِ الْمُوَافَقَةِ۔ انتھیٰ

ترجمہ :۔ سرکار بعد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا قبر مطہرہ منورہ مقدسہ میں قرآن کریم کی نص سے یا لفظ کے عموم سے یا مفہوم موافق سے۔

مترجم کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام کا زندہ ہونا قرآن کریم کی نص سے یہ حضرات احناف کرام کے قواعد کے اعتبار سے بھی درست ہے۔ اس امر میں احناف و شوافع

کا کوئی نزاع نہیں۔ اور مفہوم موافق کے اعتبار سے شوافع کے قواعد کی بنا پر درست کیونکہ وہ نصوص میں مفہوم کو درست مانتے ہیں۔ اور ہمارے احناف کے قاعدوں کی بنا پر درست نہیں کیونکہ نصوص میں مفہوم معتبر نہیں۔ چنانچہ کتب اصول فقہ کے مطالعہ پر حقیق ہے ملاحظہ ہوں نور الانوار، حسامی، تلویح۔

حضرت امام بیہقی نے اپنی تصنیف کتاب الاعتقاد والهدایۃ الی سبیل الرشاد میں فرمایا اَلْاَنْبِیَاءُ بَعْدَ مَا قُبِضُوْا رُدَّتْ اِلَیْهِمْ اَرْوَاحُهُمْ فَهُمْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ۔

ترجمہ امام بیہقی نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام قبض کر لئے جانے کے بعد انکی پاک روحیں انکی طرف لوٹائی جاتی ہیں وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

اور علامہ سیوطی نے انباء الاذکیا ص۸ میں فرمایا سُئِلَ الْبَارِزِیُّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ هُوَ حَیٌّ بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَاَجَابَ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ قَالَ الْاُسْتَاذُ اَبُوْ مَنْصُوْرٍ عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ طَاهِرٍ الْبَغْدَادِیُّ الْفَقِیْهُ الْاُصُوْلِیُّ شَیْخُ الشَّافِعِیَّةِ فِیْ اَجْوِبَةِ مَسَائِلَ قَالَ الْمُتَكَلِّمُوْنَ الْمُحَقِّقُوْنَ مِنْ اَصْحَابِنَا اَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بَعْدَ وَفَاتِهٖ وَاَنَّهٗ یُسَرُّ بِطَاعَاتِ اُمَّتِهٖ وَیَحْزَنُ بِمَعَاصِی الْعُصَاةِ مِنْهُمْ وَاَنَّهٗ تَبْلُغُهٗ صَلٰوةُ مَنْ یُّصَلِّیْ عَلَیْهِ مِنْ اُمَّتِهٖ وَقَالَ اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَا یَبْلُوْنَ وَلَا تَاْكُلُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ شَیْئًا وَقَدْ مَاتَ مُوْسٰی فِیْ زَمَانِهٖ وَاَخْبَرَ نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ رَاٰهُ فِیْ قَبْرِهٖ مُصَلِّیًا وَذُكِرَ فِیْ حَدِیْثِ الْمِعْرَاجِ اَنَّهٗ رَاٰهُ فِی السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ وَاَنَّهٗ رَاٰی اٰدَمَ فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا وَرَاٰی اِبْرٰهِیْمَ وَقَالَ لَهٗ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَاِذَا صَحَّ لَنَا هٰذَا الْاَصْلُ قُلْنَا نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰهُ

ثلاثة ايام حيا بعد وفاته وهو على نبوته وهذا آخر كلام الاستاذ وقال الحافظ شيخ السنة ابوبكر البيهقى فى كتاب الاعتقاد الانبياء عليهم الصلوة والسلام بعد ما قبضوا ردت اليهم ارواحهم فهم احياء عند ربهم كالشهداء وقد رأى نبينا صلى الله عليه وسلم جماعة منهم وامهم فى صلوة واخبر وخبره صادق ان صلوتنا معروضة عليه وان سلامنا يبلغه وان الله تعالى حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء قال وقد افردنا الاثبات حيوتهم كتابا قال وهو بعد ما قبض نبى الله صلى الله عليه وسلم وصفيه وخيرته من خلقه صلى الله عليه وسلم اللهم امتنا على سنته وامتنا على ملته واجمع بيننا وبينه فى الدنيا والآخرة فانك على كل شيئ قدير انتهى جواب البارزىؒ

ترجمہ :- علامہ بارزیؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی علیہ السلام وفات حسرت آیات کے بعد بھی زندہ ہیں ؟

تو انہوں نے جواب دیا کہ بلاشک وہ زندہ ہیں۔ کہا استاذ ابومنصور عبدالقاہر بغدادی نے اپنے سوالوں کے جوابوں میں کہ متکلمین محققین نے ہمارے اصحاب میں سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں، اور خوش ہوتے ہیں امت کی عبادت وتابعداری سے اور آپ گناہگاران امت کے گناہوں سے ناراض ہوتے ہیں۔ اور آپکی امت سے جو شخص آپؐ پر درود بھیجتا ہے تو وہ پہنچتا ہے آپکو۔ اور کہا کہ انبیاءؑ سڑتے نہیں اور زمین انہیں سے کسی حصہ جسم کو نہیں کھاتی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمانہ میں وفات پائی ہے اور حضور علیہ السلام نے ان کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ اور معراج کی حدیث میں بیان کیا کہ چوتھے آسمان پہ انہیں دیکھا۔ اور بلا شک آدم علیہ السلام کو دیکھا آسمان دنیا پہ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

دیکھا اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا مرحبا اے صالح بیٹے اور صالح نبی۔ جب یہ قاعدہ ہمارے
نے صحیح ہوا تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) وفات کے بعد زندہ ہو گئے
اور آپ اپنی نبوت پر قائم ہیں۔ استاذ کا یہ آخری کلام ہے۔ اور کہا شیخ حافظ ابو بکر
بیہقی رح نے اپنی تصنیف، کتاب الاعتقاد میں کہ انبیاء علیہم السلام کے ارواح وفات کے
بعد اجسام کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے رب کے ہاں شہداء کی طرح
زندہ ہیں۔ اور بلا شبہ ہمارے آقائے نامدار رحمت کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء
عظام کی ایک جماعت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور حضور
پر نور سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ نے خبر دی۔ آپ کی خبر
سچی ہے۔ کہ آپ پر ہمارا درود شریف پیش کیا جاتا ہے، تحقیق سلام ہمارا (بھی) آپکو
پہنچتا ہے۔ اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین پر اجسام انبیاء کے کھانے کو
حرام فرما دیا۔ اور کہا کہ ہم نے اس بحث میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسمیں انبیاء
عظام کی زندگی کو ثابت کیا ہے۔ اور کہا کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے
بعد نبی ہیں۔ اور اللہ کے رسول ہیں۔ اور پسندیدہ، اور افضل مخلوقات ہیں۔ اے اللہ
ہمارا حضور علیہ السلام کی سنت پر خاتمہ فرمائیے اور آپکی ملت پر موت دیجئے! اے اللہ جمع کیجئے
ہمکو حضور علیہ السلام کے ساتھ دنیا اور آخرۃ میں، اے اللہ بیشک آپ ہر چیز پر
قادر ہیں۔ یہاں تک علامہ بارزی کا جواب پہنچا

اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے انباء الاذکیاء میں ارشاد فرمایا۔ فَاَقُوْلُ
حَیٰوۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَبْرِہٖ ھُوَ وَسَائِرُ الْاَنْبِیَاءِ
مَعْلُوْمَۃٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِیًّا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنَ الْاَدِلَّۃِ فِیْ ذٰلِكَ
وَتَوَاتَرَتْ بِہِ الْاَخْبَارُ الدَّالَّۃُ عَلٰی ذٰلِكَ وَقَدْ اَلَّفَ الْاِمَامُ الْبَیْھَقِیُّ
رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی جُزْءًا فِیْ حَیٰوۃِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ فِیْ قُبُوْرِھِمْ

ترجمہ:- میں کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک اور باقی انبیاء علیہم السلام کی، اپنی پاک قبروں میں، ہمارے نزدیک بوجہ قائم ہونے دلائل اور احادیث کے جو متواتر ہیں اور ان کی حیوۃ پر دال ہیں، "علم یقینی سے معلوم ہے"۔ حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

اعتراض: علامہ سیوطیؒ کے اس کلام پر (کہ حیوۃ النبی و دیگر انبیاء کے بارے میں احادیث متواتر وارد ہیں) وارد ہوتا ہے کہ احادیث کے متواتر ہونے میں علماء کی بحث ہے۔ ملاحظہ ہو شرح نخبۃ الفکر۔ لہذا یہ صحیح نہیں۔

جواب یہ ہے کہ یہ تواتر باعتبار درجہ کے ہے جسے تواتر معنوی کہتے ہیں جیسے کہ ہاروت ماروت کے قصہ میں بھی علماءؒ نے تواتر معنوی قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو کلام علامہ سلیمان جملؒ اور کلام شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ میں ہے "واما شرع شریف پس عذاب القبر و تنعیم القبر بتواتر ثابت است"۔ **ترجمہ** شرع شریف میں عذاب قبر و انعام قبر تواتر سے ثابت ہے۔

اب معنیٔ تواتر واضح ہوا۔ البتہ اصطلاح اصول حدیث کے اعتبار سے اسے تواتر نہیں کہا جا سکتا اور یہ واضح ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے انباء الاذکیاء ص۹ میں کہا: وَقَالَ الشَّیْخُ عَفِیْفُ الدِّیْنِ الْیَافِعِیُّ الْاَوْلِیَاءُ تَرِدُ عَلَیْهِمْ اَحْوَالٌ یُشَاهِدُوْنَ فِیْهَا مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَنْظُرُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ اَحْیَاءً غَیْرَ اَمْوَاتٍ کَمَا نَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ قَبْرِهٖ وَقَدْ تَقَرَّرَ اَنَّ مَا جَازَ لِلْاَنْبِیَاءِ مُعْجِزَةً جَازَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَرَامَةً بِشَرْطِ عَدَمِ التَّحَدِّیْ قَالَ وَلَا یُنْکِرُ ذٰلِکَ اِلَّا جَاهِلٌ وَنُصُوْصُ الْعُلَمَاءِ فِیْ حَیٰوةِ الْاَنْبِیَاءِ کَثِیْرَةٌ فَلْنَکْتَفِ بِهٰذَا الْقَدْرِ انتهى

ترجمہ :- شیخ عفیف الدین یافعیؒ نے فرمایا اولیاء کرام پر ابیبیش ہوتے ہیں ایسے حالات جنہیں وہ آسمانوں اور زمینوں کو دیکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انبیاء زندہ ہیں مردہ نہیں جیسا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیطرف دیکھا قبر میں - اور بلاشک ثابت ہوا ہے (یعنی علم عقائد میں) کہ جو نبیاء کے لئے باعتبار معجزہ کے جائز ہوتا ہے وہ اولیائے کرام کے لئے کرامتہً جائز ہے - بشرطیکہ تحدی نہ ہو اسکا انکار بغیر جاہل کے کوئی نہیں کرتا - انبیاء عظام علیہم السلام کی زندگی (کے اثبات) میں علماء کرام کی تصریحات بہت ہیں مگر ہم اتنے قدر پر اکتفا کرتے ہیں - انتہیٰ

اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تنویر میں فرمایا اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ بِجَسَدِهٖ وَرُوْحِهٖ وَاَنَّهٗ يَتَصَرَّفُ وَيَسِيْرُ فِيْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَفِي الْمَلَكُوْتِ وَهَيْئَتُهُ الَّتِيْ كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ لَمْ يَتَبَدَّلْ مِنْهُ شَيْئٌ وَاُذِنَ لَهُمْ (ای الانبیاء) فِي الْخُرُوْجِ مِنْ قُبُوْرِهِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِي الْمَلَكُوْتِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ - انتہیٰ"

ترجمہ :- بلاشک حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جسم مبارک اور روح مقدس کے ساتھ زندہ ہیں اور آپؐ تصرف فرماتے ہیں اور زمین کے اطراف میں سیر فرماتے ہیں - اور وہ صورت مبارک آپکی جسطرح وفات سے پہلے تھی اس سے کوئی چیز نہیں تبدیل ہوئی اور انبیاء علیہم السلام کو قبروں سے نکلنے اور ملکوت علوی و سفلی کے تصرفات کرنے میں اجازت دی گئی ہے

مترجم کہتا ہے کہ اگر کسی کو حضور علیہ السلام کے تصرف بعد الوفات میں شک ہو تو قرآن مجید میں قول باری تعالیٰ وَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا کی تلاوت کرے جسکا ترجمہ یہ ہے - قسم ہے ان لوگونکی جو کاموںکی تدبیریں کرتے ہیں :-

اس پر علامہ بیضاوی کا کلام اور تفسیر کبیر للامام رازی، و تفسیر عزیزی کی تحت

کشف الالباب، کلام شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ کلام

آیہ کریمہ اذا السماء انشقت کے اور عرائس البیان، میں جو استمداد کی بحث ہو سکی

امام غزالیؒ، کلام علامہ شہاب خفاجی حنفیؒ عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی

انشاء اللہ حصہ ثانیہ میں کیجائیگی۔

تفصیل بتوفیق اللہ وعون رسول اللہ

اور حضرت قاضی عیاض قدس سرہ شفا شریف میں بایں الفاظ مصرح ہیں ولاشک ان حیوۃ الانبیاء علیہم السلام ثابتۃ مستمرۃ معلومۃ ونبینا صلی اللہ علیہ وسلم افضلھم

ترجمہ۔ کوئی شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی ثابت دائمی ہے اور ہمارے نبی علیہ السلام تو ان سے افضل ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ آپکی زندگی تو بطریق اولی ثابت ہے شرح مسلک میں ہے انہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بحضورک وقیامک وسلامک ای بجمیع احوالک وافعالک وارتحالک ومقامک انتہی

ترجمہ۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں تیرے حاضر ہونیکو اور تیرے کھڑا ہونیکو اور تیرے سلام کہنیکو مطلب یہ کہ تیرے تمام حالات کو اور کوچ کر جانے کو اور تیری باتوں کو اور تیری جگہ کو۔ تمت

علامہ قسطلانی و امام احمد و امام محمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں لا فرق بین موتہ وحیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذالک عندہ جلی لا خفاء بہ

ترجمہ۔ کوئی فرق نہیں آپکی زندگی اور موت میں آپکے اپنی امت کے مشاہدہ اور معرفت میں انکے حالات کو اور انکی نیتوں کو اور ان کے دلوں کے خطروں کو یہ آپکے نزدیک روشن ہیں کوئی پوشیدگی نہیں

اور شرح شفا ملا علی قاری ص ۱۵۱ ج ۲ میں ہے مع ان المعتقد انہ وسائر الانبیاء فی قبورھم من الاحیاء فانھم اولی بذالک من الشھداء انتہی

ترجمہ۔ باوجود اسکے تحقیق عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں کیونکہ آپ زندگی کے ساتھ شہیدوں سے زیادہ بہتر ہیں

اور ملاحظہ ہو شیخ عبد الحقؒ کا کلام جذب القلوب الی دیار المحبوب کے ص ۲۰۰ باب پانزدہم میں

جیسا کہ جمہور کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مع جسم اطہر دونوں کو حیات کا ثبوت بلا شبہ ہے۔ آگے فرمایا

علماء کی جماعت اسکی قائل ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام کا شب معراج نماز پڑھنا اسطرح باقی انبیاء کا نماز پڑھنا یہ جسم کی

صفتیں ہیں۔ اہلسنت والجماعت نے تو آحاد بشر کے لئے بھی ادراکات مع تعلق جسم کا اثبات کیا ہے۔۔۔ اور یہ قطعی

ہے کہ جو حیات قبر میں جمیع اموات کیلئے احادیث سے ثابت ہوتی ہے اسپر دوبارہ موت کا طاری ہونا ثابت

نہیں۔ انتہی۔ ملاحظہ ہو عبارت دیوبندی رسالہ المہند علی المفند کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپکی حیوۃ دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیوۃ مخصوص ہے آنحضرت

اور تمام انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں انتہی۔ عبارت ہذا سے زندگی روحانی

وجسمانی دونوں ثابت ہیں اور یہ عبارت جماعت دیوبندیہ منکرین حیوۃ النبی پر ستمت الزام لگاتی ہے نہیں اب

وہابیوں سے کہ اس پر ایمان رکھیں یا تقویۃ الایمان پر کیونکہ وہ ملک صاحب یوں کہتا ہے کہ میں بھی ایک

دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں انتہی اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ وہابی نبی علیہ السلام کو مردہ جانتے ہیں

جیسا دیوبندی علماء اور عبد اللطیف عبد الجلیل پھلوی کا یہی عقیدہ ہے کیونکہ وہابی کا مومن بہ تقویۃ

الایمان ہے۔ بنا بریں مہند کی تقریر وہابی کے عقیدوں کے خلاف ہو گی۔ اسی لئے علامہ دہر حضرت

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ نے اپنے رسالہ التحقیقات لدفع التلبیسات میں

ہی تحریر مہند کو محض تلبیس تلبیسات قرار دیا۔ اگر کسی دیوبندی، وہابی، نجدی پنجپیری کو اس سے انکار

ہے تو وہ دونوں عبارتوں میں تطبیق کر دکھلائے ورنہ کہدیوے کہ صاحب تقویۃ الایمان کا

چاہنا قرآن کریم و احادیث متواترہ کے خلاف ہو کر غلط ہے۔ یا تو مہند کی عبارت پر ایمان رکھکر پکا

سلمان سنی المذہب بن جائے۔ میں اب بیان علماء کے خاتمہ میں

ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں ۔ جس کو علامہ صاحب قلائد الجواہر فی مناقب

الشیخ السلطان غوث الثقلین غوث الاعظم مرشد الثقلین شیخنا شیخ المشائخ عبد القادر البغدادی

قدس سرہ نے بیان کیا ہے۔ اس بیان سے حضور علیہ السلام کی روحانی جسمانی دونوں طرح زندگی

ہوتی ہے

قلائد الجواہر ہے: فرأیت الانوار تخترق وہی تأتی الیّ فقلت ما ھذا الحال وما الخبر فقیل لی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأتی الیک لیھنیک بما فتح اللہ علیک ثم ترادفت الانوار فطرقنی الحال فتمایلت طربا فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام المنبر فی الھواء فقال لی یا عبد القادر فخطوت فی الھواء سبع خطوات فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتفل فی فمی سبعا ثم جاءنی علیؓ بعدہ فتفل فی فمی ثلاثا فقلت لم لا فعلت مثل ما فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادبا معہ ثم البسنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلعۃ فقلت ما ھذہ فقال ھذہ خلعۃ ولایتک مخصوصۃ بالقطبیۃ علی الاولیاء ففتح علیّ ۔ انتہی

ترجمہ:- پس دیکھا میں نے انوار کو چمک رہے ہیں اس حال میں کہ آتے ہیں میری طرف پس کہا میں نے کیا ہے یہ حال اور کیا خبر ہے پس کہا گیا مجھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے ہیں تیری طرف تاکہ مبارک دیویں تجھکو بسبب فتوحات کے تجھ پر۔ دیکھا میں نے انوار بڑھ رہے ہیں پس پھینکا مجھے میرے حال نے پس میلان کیا میں نے ازروئے خوشی کے پس دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے منبر کے ہوا میں پس فرمایا آپ نے میرے لئے اے عبد القادر (قدس سرہ العزیز) پس قدم لئے میں نے ہوا میں سات قدم ازروئے خوشی کرنے کے، ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس تھوکا آپ نے میرے منہ میں سات دفعہ پھر تشریف لائے میری طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیچھے آپ کے پس تھوکا آپ نے میرے منہ میں تین دفعہ۔ پس کہا میں نے کیوں نہیں کیا آپنے مثل اسکی جیسا کہ کیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس فرمایا باعتبار ادب کے آپ کیساتھ پھر پہنایا رسول اللہ علیہ وسلم نے مجھے خلعت پس کہا میں نے کیا ہے یہ پس فرمایا آپ نے یہ خلعت ہے آپکی ولایت کی جو مخصوص ہے ساتھ قطبیت کے اولیائے کرام پر پس کھولا گیا مجھ پر منہ انتہی ۔ ر۔ ح۔ ع۔ م

سرکار بغداد قدس سرہ کا بیان، سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی وجسمانی زندگی ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ کھڑا ہونا۔ باتیں فرماتا۔ مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھانا یہ تمام صفتیں جسم کی ہیں مگر بہرحال حضور علیہ السلام کی حیات روحانی وجسمانی ثابت ہے اس میں شبہ نہیں۔ اس واقعہ سے سرکار بغداد کی عینی شہادت بھی آپ کی ہر دونوں قسم کی حیوۃ پر پائی گئی۔ لیکن متبعین شیخ نجدی آیات قرآن کریم اور احادیث اور اجماع امت کے منکر حضور بغدادی کو کب مانتے ہیں۔ **حقیقت یہ ہے** کہ اولیائے کرام سے انحراف ہی کیوجہ سے ان پر پھٹکار پڑ رہی ہے اور اسی وجہ سے **نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَہَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِیْرًا** الآیہ کا مصداق بن رہے ہیں۔

ایک اور مشہور واقعہ جس پر شہادت سرکار بغداد کی اور غوث مغربی کی بمعیت مجمع نوے ہزار کے ہی اور اس واقعہ پر محدثین علما۔ علامہ مناوی وغیرہ کی تصدیقیں بھی موجود ہیں۔ اس واقعہ کو رسالہ صلح **بَیْنَ الْاَخَوَیْنِ** نے نقل کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے۔ غوث مغربی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حضور علیہ السلام کے دربار پر پہنچکر **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَالِدِیْ** عرض کرتا ہوں اور ہاتھ بڑھاتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک باہر نکالکر میرے ساتھ مصافحہ فرمایا اور سلام کا جواب بھی **وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ** سے فرمایا۔ یہ جواب تمام نوے ہزار حاضرین نے سنا۔ اور مصافحہ فرمانا بھی بچشم سر دیکھا۔ اور سرکار بغداد قدس سرہ نے بھی دیکھا جسکا جی چاہے رسالہ مذکور کو پڑھکر تسلی کرلیوے۔ **وَاللّٰہُ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ** الآیہ

ایک اور واقعہ۔ ملاحظہ ہو شاہ ولی اللہ صاحب درثمین میں تحریر فرماتے ہیں۔ **اَخْبَرَنِیْ وَالِدِیْ اَنَّہٗ کَانَ مَرِیْضًا فَرَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ فَقَالَ کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ ثُمَّ بَشَّرَہٗ بِالشِّفَاءِ وَاَعْطَاہُ شَعْرَتَیْنِ مِنْ شَعْرِ لِحْیَتِہٖ فَتَعَافٰی مِنَ الْمَرَضِ فِی الْحَالِ فَبَقِیَتِ الشَّعْرَتَانِ عِنْدَہٗ فِی الْیَقْظَۃِ فَاَعْطَانِیْ اَحَدَہُمَا فَہِیَ عِنْدِیْ** انتہیٰ

ترجمہ:- خبر دی مجھے میرے والد جناب شاہ عبدالرحیم نے تحقیق تھے آپ بیمار پس دیکھا آپ نے نبی علیہ السلام کو خواب میں پس کسطرح حال ہے تیرا اے میرے پیارے بیٹے۔ پھر خوشخبری دی آپ نے انکو شفا کی

اور دیئے آپ نے دو بال مبارک اپنی ڈاڑھی مبارک کے شاہ عبد الرحیم صاحبؒ فی الفور تندرست ہو گئے اور جب بیدار ہوئے تو دیکھا دونوں بال انکے پاس موجود ہیں پس دیا آپ نے ایک بال مبارک مجھکو پس وہ بال مبارک میرے پاس موجود ہے۔ انتہیٰ۔ اس واقعہ سے بھی روحانی اور جسمانی حیوۃ ثابت ہے اگر آپ زندہ نہ ہوتے تو ڈاڑھی مبارک کہاں ہوتی پس جبکہ وہ زندہ ہیں اور ڈاڑھی مبارک موجود ہے اور بال مبارک دیئے جنکو شاہ صاحب موصوف نے بیداری میں اپنے پاس پایا اور پھر ایک بال مبارک شاہ ولی اللہ صاحب کو دیا اور انکی تصدیق کہ وہ بال مبارک میرے پاس موجود ہے۔ ثابت ہوا کہ دونوں شاہ صاحبان حیوۃ روحانی و جسمانی دونوں کے قائل ہیں۔ یہاں سے ایک تو یہ ثابت ہو گیا۔ دوسرا یہ کہ حضور علیہ السلام نے خبر غیب سنادی کہ تم شفا پاؤ گے یہ خبر غیب استقبالی ہے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ تیسرا امر یہ کہ بیداری میں بال مبارک اپنے پاس پائے۔ اس تقریر سے مسئلہ حاضر ناظر بھی ہوتا ہے اتنے دور یعنی مدینہ طیبہ سے نبی علیہ السلام کا دیکھنا بیمار کو اور وہاں سے امداد فرمانا۔ اور انکو شفایاب فرما دینا یہ معنی حاضر ہوا اب جو نجدی دیوبندی وہابی پھر اس سے انکار کرے اور شاہ صاحبان کو جھٹلائے پس وہ اپنے گھر کو آگ لگائے۔ اب میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں و اللھم صل وسلم علی نبینا نبیک و رسولک وحبیبک و نور عرشک و دکیلک وکفیلک الذی ھو حی بالروح والجسد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

تیسری بحث مخالفین کے اعتراضات کی جوابات میں

(۱) پہلا اعتراض یہ ہے کہ زندگی مذکور کو ماننا قرآن کریم کے خلاف ہے قرآن کریم فرماتا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ - الآیہ۔ ترجمہ تحقیق آپ مردہ ہیں اور تحقیق وہ مردے ہیں۔ انتہی۔ سوال یہ ہے کہ میت صیغہ صفت مشبہ ہے اور صفت مشبہ میں صفت کا ثبوت موصوف کے لئے دائمی ہوتا ہے پس لازم آیا موصوف میت کا صفت موت کیساتھ دائمی موصوف ہے بنابریں موت ثابت مستمرہ ہے حیات کہاں ہے۔

الجواب بعونہ تعالیٰ وحسن توفیقہ واستعانتہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم

یہ ہے کہ صفت مشبہ میں دو مذہب ہیں پہلا مذہب شیخ ابن حاجب رح کا وہ تعریف صفت مشبہ میں ثبوت کو بمعنی استمرار ولزوم مانتا ہے۔ ملاحظہ ہو رضی صفحہ ۱۶۶ قولہ علی معنی الثبوت ای الاستمرار واللزوم انتہی ضرورۃ۔ اور ملاحظہ ہو حاشیہ فاضل شرح جامی قدس سرہ السامی قولہ لا بمعنی الحدوث اے المقابل للحدوث علی تفسیر المصنف۔ ترجمہ عبارت رضی یہ ہے کہ مراد ثبوت سے معنی استمرار ولزوم ہے انتہی۔ ترجمہ کلام فاضل یہ ہے کہ ثبوت بمعنی حدوث نہیں بلکہ ثبوت مقابل حدوث ہے بنابر تفسیر مصنف رح کے انتہی

"از مترجم" معلوم ہوا کہ ثبوت بمعنی استمرار ہوگا پس بنابریں مذہب کے شبہہ مذکور وارد ہوتا ہے چونکہ یہ مذہب مشہور ہے اور یہی مسلک جمہور ہے پس اعتراض اسی مذہب پر پڑتا ہے۔ اسکے جواب میں مفسرین مدارک فرماتے ہیں اِنَّکَ مَیِّتٌ اے ستموت۔ ترجمہ تحقیق آپ جلدی وفات پائینگے انتہی۔ یہ توجیہہ فرماکر اشارہ فرمایا کہ صفت مشبہ کا یہاں معنی درست نہیں کیونکہ استمرار موت یہاں پر نہیں ہوسکتا بوجہ لزوم کذب کلام باری کے۔ کیونکہ بروقت خطاب (انک) کے سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ استمرار موت اگر مراد لیا جائے تب تو لزوم کذب ظاہر ہے پس اسکی توجیہہ مدارک التنزیل نے فرمائی کہ میت بمعنی استمرار موت نہیں بلکہ بمعنی میت فی الاستقبال ہے۔ پس میت بمعنی اسم فاعل ہے اسی لئے اسکی تفسیر مضارع استقبالی سے فرماتے ہیں کیونکہ اسم فاعل بھی بمعنی استقبال وحال کے ہوتا ہے پر ظاہر ہے کہ زمان حال لینا نیز مستلزم کذب ہے کیونکہ وقت نزول انک میت کے نبی علیہ السلام زندہ موجود ہیں پس معنی موت حالی لینا سراسر غلط ہے۔ بنابریں معنی موت استقبالی کے لیا لہذا تعبیر مضارع استقبالی سے فرمائی۔ اور بیضاوی شریف نے یہ فرمایا کہ معنی حالی مراد ہے مگر مجمول ہے فَاِنَّ الْکُلَّ بِصَدَدِ الْمَوْتِ وَفِیْ عِدَادِ الْمَوْتٰی۔ ترجمہ اس لئے کہ تم سب در پئے موت کے ہو اور تم شمار موتے میں ہو۔ بنابریں تم اب ہی مرے ہوئے ہو اور کیونکہ جب آگے کو مروگے پس گویا اب ہی مر ہوئے ہو اور یہی معنی مراد لیا ہے تفسیر جامع البیان نے ملاحظہ ہو اِنَّکَ مَیِّتٌ

اَیْ فِیْ عِدَادِ الْمَوْتٰی بِاَنَّ مَا ھُوَ کَائِنٌ فَکَاَنَّہٗ قَدْ کَانَ ترجمہ تم شمار ہو مردوں میں
ہو اس لئے کہ جو کام آگے کو ہوگا پس گویا وہ ہو چکا۔ انتہی

پس بنا بر تفسیر مدارک کے معنی استقبالی مراد ہوا اور یہ بھی مجاز ہوا اور بنا بر تفسیر بیضاوی
وجامع البیان کے معنی حالی مجازاً مراد ہے پس ہر ایک مفسر کے نزدیک موت حالاً، حقیقتاً نہیں
بنا بریں معنی استمرار موت مراد کسی مفسر کے نزدیک نہیں بلکہ مراد وقوع موت زمانہ استقبال میں
مراد ہے اور جو کام زمانہ استقبال میں ہونے والا ہو اس کو مستمر کہنا یہ سراسر غلط ہے ورنہ
تو سَیَضْرِبُ زَیْدٌ کا معنی کرنا چاہئے کہ زید ہمیشہ مارتا رہے گا۔ اور یہ غلط ہے پس جیسا کہ
بعد مارنے کے فعل زید ختم ہو جاتا ہے اسی طرح بعد وقوع موت کے یہ بھی ختم ہوگی استمرار موت لینا تب تو
درست ہوتا کہ صفت مشبہ اپنے معنے پر رہتی جب اپنے معنی پر اسکا حمل کرنا درست نہیں بوجہ لزوم کذب کے
اور معنے استقبالی پر حمل درست ہے اور استقبال کو استمرار کے معنی میں استعمال کرنا اور مراد
لینا سراسر جہالت ہوگی ورنہ امور مستقبلہ کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوتا رہنا لازم آتا ہے اور یہ غلط ہے

دوسرا مذہب شیخ رضی کا ہے وہ کہتا ہے ثبوت بمعنے استمرار نہیں جیسا کہ
ثبوت بمعنے حدوث نہیں وہ دونوں میں مشترک ہے پس ثبوت بمعنی مطلق اتصاف ہے، عام ہے کہ
مستمر ہو یا نہ بلکہ حادث ہو اور استمرار تب ہو سکتا ہے جبکہ بعض زمانہ بعض پر راجح نہ ہو اور اس فعل
کی نفی تمام زمانوں میں درست نہ ہو پس ایسی صورت میں استمرار متحقق ہوگا بشرطیکہ قرینہ متحقق ہو جائے
ہو تب ازمنہ ازمنہ بعض پہ راجح ہو کر استمرار کا بطلان کرے گا۔ صاحب متن متین کا یہی مسلک
ہے ملاحظہ ہو۔ وَالتَّحْقِیْقُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالثُّبُوْتِ مُطْلَقُ الْاِتِّصَافِ نَعَمْ عِنْدَ الْقَرِیْنَۃِ
الْاِسْتِمْرَارُ۔ ترجمہ۔ اور تحقیق یہ ہے کہ مراد ساتھ ثبوت کے مطلق اتصاف ہے ہاں عند
قرینہ کے وقت استمرار ہوگا۔ رضی کا یہی محصل ہے ملاحظہ ہو رضی صہ ۱۶۶ اور منہیہ متن متین
صہ ۲۲۳۔ رضی کی عبارت بوجہ خوف طوالت کے ترک کر دی گئی ہے۔ یہ نہیں کہ بعض لوگوں کی
طرح رضی کا حوالہ دیدیں جو رضی میں ہو ہی نہیں اللہ کے فضل اور حضور علیہ السلام کی امداد سے

حوالہ غلط ثابت کرنیوالے کو انعام دیا جائے گی۔ مولوی غلام خان کی جواہر القرآن کے حوالجات کے اغلاط آپکو جاذہ کی تالیف کردہ کتاب "مواهب الرحمٰن فی اغلاط جواہر القرآن" کے مطالعہ سے معلوم ہوجائینگے

اور مراد حضرت الاستاذ فاضل لاہوری بعونہ النعام سے رہی ہے جسکو رضی نے بیان کیا کہ ترجیح بعض ازمنہ بعض پر نہ ہو اور نفی فعل جمیع ازمنہ میں نیز نہ ہو تب استمرار ہوگا اور یہ معنی اسم فاعل میں متحقق نہیں۔ بنا بریں اسم فاعل کا قیاس صفت مشبہ پر قیاس مع الفارق ہوگا پس اعتراض حضرت استاذ کملاء الدہر پر وارد نہیں ہوگا۔ بنا بریں تقریر تکملہ شریف، اور رضی، اور متن متین ایک ہے۔ تو بعد تمہید مقدمہ ہذا کے آیۃ کریمہ میں مطلق ثبوت و اتصاف بالموت مراد ہے نہ کہ استمرار۔ اسلیئے کہ استمرار تو تب مراد ہو سکتا ہے کہ جب بعض ازمنہ کو بعض پر ترجیح نہ ہو۔ اور یہاں پر زمانہ حیوۃ میں ترجیح حیوۃ کو موت پر ثابت ہے۔ بنا بریں استمرار کے تحقق کے لئے شرط رضی منتفی ہے اور یہی ترجیح قرینہ خصوص ہوگا اسوجہ سے استمرار موت مرتفع ہوا پس اس تقریر پر رضی پر تکلف مجاز لینے کا نہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے نفس ثبوت موت سے انکار نہیں اور استمرار موت کے شرائط مقررہ رضی متحقق نہیں پس اعتراض مخالف مرتفع ہوا بلا تکلف بارد کے۔ **تیسرا جواب** یہ ہے کہ آیۃ کریمہ میں جہت کی کوئی قید نہیں اور متبادر وقت اطلاق کے جہت سے مطلقہ عامہ ہوتا ہے پس آیۃ کریمہ قضیہ مطلقہ ہوا پس معنی آیۃ کریمہ کا یہ ہوگا کہ تو کسی زمانہ میں موت ثابت ہے۔ اور مطلقہ عامہ نقیض ہوتا ہے دائمہ مطلقہ کی۔ پس بر تقدیر دعوی خصم کے ثبوت نقیض مدعی ہوا نہ مدعی جو کہ دائمہ مطلقہ ہے اور بر تقدیر ثبوت نقیض مدعی جو کہ مطلقہ عامہ ہے دائمہ مطلقہ متحقق نہ ہوگا ورنہ اجتماع نقیضین لازم آئے گا اور یہ باطل ہے۔ فرق جواب ثانی و ثالث میں یہ ہے کہ جواب ثانی میں لحاظ قاعدہ تبادر عند الاطلاق کی ضرورت نہیں پڑتی نفس کلام سے بغیر اعتبار تبادر کے عدم استمرار ثابت ہوجاتا ہے۔ اور بنا بر جواب ثالث کے اعتبار تبادر کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ مفاد ز انداز ضرورت ہے۔ بنا بر ثانی جواب کے۔ یہاں پر سخت اشکال وارد ہوتا ہے کہ آیۃ کریمہ اِنَّكَ مَيِّتٌ الخ کی عبارۃ النص سے موت ثابت ہوتی ہے اور ثبوت حیوۃ کا دلالۃ وَلَا تَقُولُوا لِمَن

يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ الآیۃ سے باعتبار دلالۃ النص کے چونکہ
شہداء ادنیٰ ہیں انبیاء علیہم السلام سے پس تعارض آیا درمیان عبارۃ النص اور دلالۃ النص کے
پس ترجیح عبارۃ النص کو ہوگی لہذا موت ثابت ہوئی

جواب یہ ہے کہ تعارض دونوں کے درمیان نہیں کیونکہ عبارۃ النص موت کو اپنے زمانہ
میں ثابت کرتی ہے اور دلالۃ النص حیوٰۃ کو بعد وقوع موت کے ثابت کرتی ہے لہذا تعارض
نہ رہا تعارض تب ہوتا جبکہ عبارت النص موت کو دائمی ثابت کرتی۔ اور بنا بر جوابات مقررہ
بالا کے دوام و استمرار موت نہیں پس لازم آئے گا توارد متضادین کا اوقات مختلفہ میں اور یہ
باطل نہیں چنانچہ حضرت مولانا علامۃ الدہر مولانا محمد حسن سکندرپوری کی بھی وسیلہ جلیلہ میں یہی رائے ہے
اور یہ نہایت تحقیق ہے اس مقام میں وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ الآیۃ

دوسرا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ دعوے حیوٰۃ دائمی کے ساتھ منافی ہے حدیث
جسکی تخریج فرمائی ہے امام احمدؒ نے اپنے مسند میں اور امام ابوداؤدؒ نے اپنے سنن میں اور امام
بیہقیؒ نے شعب الایمان میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يُّسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ
حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ الحدیث۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پیش کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ واپس کرتا ہے مجھ پر میری روح
مبارک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) یہاں تک میں اس پر سلام کا رد کرتا ہوں (جواب دیتا ہوں) یعنی
محصل اعتراض یہ ہے کہ حدیث پاک سے حضور علیہ السلام پر اعادہ روح کا سلام کے وقت ثبوت
پایا گیا معلوم ہوا کہ آپ زندہ نہیں ورنہ اعادہ روح کا کیا معنیٰ صرف سلام کے جواب کے لئے آپکو زندہ کیا
جاتا ہے لہذا مفارقت روح بعض اوقات پائی گئی اور یہ آپکی دائمی زندگی کے خلاف ہے اور
مکتوبہ بالا احادیث کے بھی خلاف ہے۔ یہ مفصل سوال ہے جسے علامہ سیوطیؒ نے انباء الاذکیاء میں
تحریر فرمایا۔۔۔ اور اس اعتراض کے پندرہ جوابات بھی دیئے ہیں۔

پہلا جواب :- راوی حدیث کو الفاظ حدیث میں وہم ہو گیا ہو یعنی لفظ الا رد اللہ علیّ
روحی میں۔ یہ مجمل جواب۔ ہم حدیث کے یہ الفاظ نہیں مانتے تاکہ اعتراض وارد ہو سکے۔ مگر یہ جواب بہت
ضعیف ہے کیونکہ الفاظ حدیث مروی ہیں انکو تسلیم نہ کرنا صریح حدیث کا انکار ہے اور یہ ناجائز ہے۔

دوسرا جواب :- رد اللہ علی روحی کا جملہ حالیہ ہے ساتھ تقدیر قد کے اور بنا بر روایت
امام بیہقی کے کتاب حیوۃ الانبیاء میں یہ لفظ صریح بھی موجود ہیں الا وقد رد اللہ علیّ روحی۔ اور
رد صیغہ فعل ماضی ہے اور اپنے معنی میں مستعمل ہے، مستقبل کے معنی میں مستعمل نہیں، اور کلمہ حتی تعلیلیہ
نہیں واؤ عاطفہ کے معنے میں ہے۔ پس حدیث پاک کا معنی یہ ہوگا نہیں کسی ایک سے جو سلام دیتا ہے
مجھ پر مگر واپس لوٹایا اللہ نے (گذشتہ زمانہ میں) مجھ پر میری روح (پاک) اور جواب دیتا ہوں میں
اسکے سلام کا۔ اب بنا بریں معنی کے حیوۃ مبارک سلام کے پہلے سے ہی موجود ہے اسکے بعد سلام
کا جواب حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اب اس اعتراض کے اس جواب کے بعد کوئی اعتراض وارد نہیں
اور حیوۃ دائمی ثابت ہے اور یہ حدیث پاک باقی تمام گذشتہ احادیث کے مطابق ہے۔ اس جواب
پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ زمانہ حال اور زمانہ عامل ذوالحال کا ایک ہوتا ہے اور یہاں پر ایک
نہیں کیونکہ عامل کا زمانہ حال ہے اور زمانہ حال کا ماضی ہے اور عدم اتحاد زمانی درست نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ صاحب متن متین کی تصریح کی بنا پر (منہیات ص۱۲۵) یہ ثابت
ہے کہ حال محکیہ میں اتحاد زمانی نہیں ہوتا جیسا کہ مثال ہے جَاءَنِی زَیْدٌ اَلْیَوْمَ رَاکِبًا اَمْس۔ آج کے دن
آیا زید میرے پاس اس حال میں کہ وہ سوار تھا گذشتہ دن میں۔ پس اس حدیث پاک میں نیز زمانہ
ذوالحال کے عامل کا زمانہ حال ہے اور زمانہ حال کا ماضوی ہے جیسا کہ گذشتہ مثال میں بھی
حال مقارنہ زمانی شرط نہیں۔ اور حال بنا بر اتحاد و عدم اتحاد زمانی کے تین قسم ہوتا ہے۔
مقارنہ اور یہ مشہور ہے۔ مقدرہ۔ محکیہ اور یہ مذہب شیخ ابن مالک کا ہے۔ اور شیخ
رضی کا۔ اور شیخ رضی نے اسی کو حق کہا ہے۔ اور صاحب متن متین کے نزدیک درست
نہیں ملاحظہ ہو ص۱۲۳ مگر یہ تحقیق درست نہیں، محاورات عرب کے خلاف ہے۔

اور قرآن کریم کے بھی خلاف ہے۔ قرآن کریم میں وارد ہے فَادْخُلُوْهَا خَالِدِیْنَ ۝

ترجمہ:- داخل ہو تم جنت میں اس حال میں کہ ہمیشہ رہنے والے ہو ہمیں لئے

واب زمانہ دخول و زمانہ خلود ایک نہیں لہذا اسکی توجیہ کرتے ہیں مُقَدَّرِیْنَ الخلود۔

یعنی ہم فرض کرتے ہیں کہ زمانہ دخول میں خلود ہے اسی لئے اس حال کو مقدرہ کہتے ہیں۔ بہرحال

حقیقۃً اتحاد زمانی مفقود ہے۔ پس تین اقسام پر حال کی تقسیم درست ہوئی۔ صاحب متن

متین کے دو اعتراض ہیں پہلا یہ کہ جن لوگوں نے جائز رکھا ہے عدم مقارنۃ زمانی درمیان

عامل حال اور حال کے یہ درست نہیں کیونکہ حال قید ہوتا ہے واسطے عامل کے پس زمانہ

قید اور جس کے لئے قید ہے مغایر نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آئے گا اختلاف درمیان

قید اور ذی قید کے اور یہ درست نہیں۔ **جواب** یہ ہے کہ حال کے لئے دو اعتبار

ہیں ایک حقیقۃً حال اور ایک تاویلاً بنا بر اول کے اتحاد نہیں اور بنا بر ثانی کے اتحاد ہے

حقیقۃً کو دیکھیں تو اتحاد متحقق نہیں اور اعتبار قید ہونے کو دیکھیں تو اتحاد تاویلاً متحقق

ہے پس یہ دو اعتبار ہیں بنا بر ان دو کے کوئی منافات لازم نہیں پس حال کے بعض

اقسام میں جیسا حال مقدرہ اور حال محکیہ میں اتحاد زمانی متحقق نہیں باعتبار حقیقۃ

کے بغیر تاویل کے اور باعتبار تاویل کے ثابت ہے۔ اللہم نور قلبنا بنور قرآنک آمین ثم آمین

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ لوگ مجوزین عدم مقارنۃ والے بھی تاویل کرتے ہیں

اور تاویل سے اتحاد مانتے ہیں پس ان پر لازم آیا قول بالمقارنۃ و عدم مقارنۃ اور یہ

اجتماع نقیضین اور خلاف مفروض ہے اور یہ دونوں باطل ہیں:-

جواب یہ ہے کہ اجتماع نقیضین غیر لازم قول بالمقارنۃ تاویلاً ہے اور عدم مقارنۃ

حقیقۃً۔ بنا بریں خلاف مفروض بھی لازم نہیں۔ ہم کہتے ہیں صاحب متن متین کو سمجھ نہیں آئی

کہ اتحاد من کل الوجوہ ہر حال میں کیسے درست ہو سکتا ہے جیسا کہ حال مقدرہ اور محکیہ

ماضیہ اسی وجہ سے محققین نے تسلیم کر لیا کہ مقارنۃ شرط نہیں حقیقۃً البتہ تاویل ہو

سکتی ہے اور یہ محققین اول کے مسلک نہیں بلکہ مقارنت حقیقی کے مسلک میں اور اسمیں کوئی تدافع نہیں بنابریں صاحب متن تین کے دونوں اعتراض مندفع ہوئے۔ اور یہ ظاہر ہے اسی وجہ سے شیخ ابن مالکؒ اور محقق استرآبادیؒ اور علامہ سیوطی رحمہم اللہ عدم مقارنیۃ زمانی کے قائل ہیں۔ کمترین کی بھی یہی تحقیق ہے

تیسرا جواب:۔ روح سے مراد مطلق جبرروت اور کون ہو۔ یعنی حدیث کا معنی یہ ہے الا رد اللہ علی روحی مگر تھا مجھ پر روح میرا مگر کیا اللہ تعالٰی نے مجھ پر روح میرا بغیر انتقال روحی کے یہ نہیں کہ روح لوٹائی گئی بعد انتقال کے۔ بلکہ پہلے ہی سے کردیا تھا اللہ تعالٰی نے مجھ پر روح پاک میرا۔ اس تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی حیوۃ مبارک پہلے ہی سے ثابت ہو۔ یعنی سلام دینے والے کے سلام سے پہلے نہ کہ بعد سلام کے اعادہ روح ہوتا ہے جیسا کہ معترض نجدی۔ نیچری سمجھا ہے ۱۲

چوتھا جواب:۔ مراد ردّ روح سے لوٹنا روح پاک کا بعد مفارقت بدنی کے نہیں بلکہ لوٹنا استغراق و مشاہدہ ملکوتی سے ہے طرف جواب سلام کے۔ کیونکہ سرکار مدینہ قرار صلے اللہ علیہ وسلم برزخ میں مشغول ہیں احوال ملکوتی اور مشاہدہ رب میں پس آپ اس سیر ملکوتی اور مشاہدہ ربی سے توجہ فرمانے لگے طرف جواب سلام کے۔ پس جب کوئی سلام دیتا ہے تو آپ کو بلاواسطہ ملائکہ بھی اطلاع ہو جاتی ہے۔ تب آپ توجہ اس طرف سیر ملکوتی و مشاہدہ ربی سے پھیر کر جواب دیتے ہیں۔ بنابریں مسئلہ حاضر ناظر بھی ہوا اور یہ ظاہر ہے

پانچواں جواب:۔ علامہ تاج الدین ابن فاکہانیؒ اور علامہ سیوطیؒ سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوئی کہ آپ پر ردّ روح ہوا کرے گا در وقت سلام کے جواب کے اس کے بعد یہ حکم منسوخ کردیا گیا اور بتلایا گیا کہ آپ دوام کے لئے قبر انور میں زندہ رہینگے ملاحظہ ہو انباء الاذکیاء صـ۱۱ :۔

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

چھٹا جواب: - ردّ مستلزم استمرار زندگی ہے کیونکہ کوئی وقت بھی سلام اور درود پڑھنے والوں سے خالی نہیں رہتا۔ بنابریں استمرار روح مبارک ہوگا بدن میں اور یہ ظاہر ہے

ساتواں جواب: مراد روح سے نطق ہے من قبیل ذکر ملزوم و ارادہ لازم کے مجازاً کیونکہ روح کو نطق کرنا (بولنا) لازم ہے پس سلام دینے والے کے سلام کے وقت آپکو بولنے کی طاقت دیجاتی ہے۔ مگر یہ جواب درست نہیں کیونکہ لازم آتا ہے کہ آپ کا بولنا کبھی بند ہوتا ہے۔ اور بند کرنا تو من قبیل عذاب ہے اور یہ عقلاً بھی اور نقلاً بھی باطل ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام بولتے ہیں عالم برزخ میں جیسے چاہیں اور بنابریں لازم ہوتا ہے کہ بندش ہوتی ہے بولنے کی بغیر جواب سلام کے اور یہ درست نہیں ہے۔

آٹھواں جواب: - مراد ردّ سے استمرار اور ہمیشہ ہے۔ اور مراد روح سے نطق اور بولنا ہے مجازاً پس معنے حدیث یہ ہوگا کہ ہمیشہ بولتے ہیں بغیر بندش کے۔ اس جواب پہ سابقہ اعتراض "جو ساتویں جواب پر وارد ہوتا ہے" نہیں وارد ہوتا ہے۔ واللہ [illegible] بارحم الراحمین۔

نواں جواب: - مراد ردّ سے سننا ہے جو بلاواسطہ ملائکہ ہو اور یہ مطابق خرق و خلاف عادۃ ثابت ہے جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں سنتے تھے آواز آسمان کی پس اسیطرح برزخ میں بھی۔ دور نزدیک کے [illegible] پکارے اور سلام درود پڑھنے والوں کا سنتے ہیں اور سنکر سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے

کتاب المعجزات میں فرمائی ہے اور برزخ میں آپ کا حال ایسا ہے جیسا کہ دنیا میں
اور اسمیں کیا بُعد ہے۔ مگر نجدیہ ایہجریہ کے نزدیک دور قریب سے سننا
مختصات باری تعالے سے ہے۔ غیر کے لئے اسکا ثابت کرنا باعث شرک ہے
لہٰذا ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ جو لائکہ نبی نوری صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ
اقدس و مطہر انور پر اللہ تبارک و تعالٰی نے مقرر فرمایا ہے۔ اور وہ ملائکہ تمام جہان
کے درود اور سلام سنکر آپ علیہ السلام پر لطور ہدیہ پیش کرتا ہے۔ کیا یہ ملائکہ
شریک باری تعالے کیسے ہوا۔؟ یہاں جو جواب وہ دینگے وہی انبیاء علیہم السلام
کی جانب سے ہمارا جواب ہوگا ماھو جوابکم فھو جوابنا۔ اور یہ نقض
اجمالی ہے۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ ان نجدیوں وہابیوں ایہجریوں کی ناک تو
نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب تُنزّل الابرار میں کاٹ ڈالی ہے اس
کی عبارت مع ترجمہ پیش کیا جائے گا ۱۲ ✤ ✤ ۱۲

دسواں جواب ✤

مراد ورح سے سننا مطابق عادۃ کے ہے اور رؤ سے مراد استغراق وسیر ملکوتی
سے اور مشاہدہ ربی سے افاقہ ہے جیسا کہ جواب رابع میں ذکر ہو چکا ہے ✤

گیارھواں جواب ✤

مراد ردرح سے آپکا فارغ ہونا ہے برزخ میں شغل کرنے سے جو کہ نظر
کرنا اعمال امت کا ہے۔ اور ہم گناہگاروں کے لئے آپکا استغفار کرنا ہے
اور ہماری حل مشکلات کے لئے دعا فرمانا ہے۔ اور اطراف زمین میں آپ
کا بغرض برکت فی الارض کے سیر کرنا ہے۔ اور نیکو کاران امت کے جنازہ میں
شرکت فرمانی ہے یہ سب امور آپکے برزخی مشاغل ہیں جیسا کہ اس بارے

احادیث و آثار وارد ہیں۔ سلام کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اشغال مذکورہ کو ترک فرما کر سلام عرض کرنے والے کے جواب کیطرف توجہ فرماتے ہیں۔ کیونکہ آپکو سلام دینا نہایت قرب اور باعث ثواب و برکات ہے۔ اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرف توجہ مبذول فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو کلام علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب انباء الاذکیاء۔ صلا

کمتریں کہنا ہے کہ آپ (علیہ السلام) کو ان اشغال کے ترک کی بھی ضرورت نہیں بلکہ باوجود ان اشغالات و مشاہدہ ملکوتی و سیر جبروتی و لاہوتی کے بھی سلام سننے کے بعد جواب دیتے ہیں یک آن میں امور متعددہ کیطرف توجہ فرمانا آپ علیہ السلام کے لئے درست ہے۔ اسپر کوئی برہان ابطال قائم نہیں، ملاحظہ ہو کلام صاحب مطارحات۔ اور ایک آن میں ملک الموت کا تمام ذی ارواح کو دیکھنا۔ اور اسیطرح منکر نکیر کا ایک آن میں مختلف قبروں میں سوالات کے لئے حاضر ہونا۔ یہ بالکل بخاری شریف کی صحیح حدیث کے مطابق ہے جو وارد ہے وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ، مشکوٰۃ شریف صلاا

ترجمہ:۔ ہمیشہ بندہ میرا نزدیک ہوتا ہے میری طرف ساتھ

ادائیگی نوافل کے یہاں تک کہ میں محبت کرتا ہوں اسکے ساتھ پس ہو جاتا ہوں میں کان اس کے جن سے وہ سنتا ہے (اور ہو جاتا ہوں میں) آنکھ اس اسکی جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور ہاتھ اسکے جن سے وہ حملہ (یا پکڑتا ہے) کرتا ہے۔ اور پاؤں اسکے جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر سوال کرتا ہے وہ مجھ سے تو ضرور دیتا ہوں میں کو۔ انتہیٰ مزورۃ ×؛× مشکوۃ شریف

خدا ئے تعالیٰ کا سننا دیکھنا وغیرہ مقید ساتھ نزدیک کے نہیں اللہ کے ہاں سب دور نزدیک یکساں ہیں۔ پس ایک آن میں تمام عالم دنیا و آخرۃ جنت۔ دوزخ زمین آسمان عرش۔ کرسی۔ لوح۔ قلم کو دیکھتا ہے۔ اور سب کی فریادیں۔ آوازیں سنتا ہے یہ خدائیتعالیٰ کی شان ہے۔ پس جبکہ بندہ متصف باخلاق اللہ ہوتا ہے تو اس کا حال بھی ایسا ہوتا ہے اور یہ شان اولیا کرام ہے اور جبکہ ان میں یہ شان پایا جاتا ہے تو انبیا اور مرسلین علیہم السلام میں بطریق اولیٰ متحقق ہو گا۔ اور ان سے بڑھکر سرکار ابد قرار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں پایا جاوے گا۔ پس ایک آن میں تمام عالم کو دیکھتے ہیں اور ان کے سلام بھی سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ اسیطرح تمام عالم کی فریاد بھی سنتے ہیں اور دور و نزدیک سے بلا واسطہ ملائکہ کے امداد بھی فرماتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ بالذات نہیں بلکہ بالعرض اور بواسطہ باری تعالیٰ ہے۔ پس بنابریں مسئلہ حاضر ناظر ثابت ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونیکا مسئلہ بلا نزاع اور بلا خلاف ہو۔ اور اجماع ہے ملاحظہ ہو اقرب السبل فی التوسل لسید الرسل از علامہ شیخ اجل محدث افضل حضرت شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ العزیز۔

اور ملاحظہ ہو شرح مولینا بحر العلوم مثنوی مولینا روم قدس سرہ العزیز
اس مسئلہ کی تحقیق مزید کے لئے مقام آخر ہے :-

بارھواں جواب } مراد روح سے روح حیوٰۃ نہیں بلکہ روح بمعنے اِرتیاح
ہے یعنی خوش ہونا آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا سلام دینے کے وقت اور خوش
ہو کر محبت فرما کر جواب سلام فرمانا :- اللہم اغفر لکاتبہ ولمولفہ بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم و بحرمتہ

تیرھواں جواب } مراد روح سے رحمت مجازاً ہے رحمت جو کہ آپ کے دل مبارک
میں ہے امت پر جس وقت سلام دینے کے وہی رحمت قلبی عود کرتی ہے جس کی وجہ
سے آپ جواب سلام فرماتے ہیں ۔ اگرچہ سلام دینے والا بہت
بڑا گنہگار کیوں نہ ہو :-

چودھواں جواب } مراد روح سے وہ ملائکہ ہے جو آپ کے روضۂ اطہر اقدس پر مقرر
واسطے تبلیغ درود وسلام کے اور مراد رد سے بھیجنا اللہ تعالیٰ کا ہے ملائکہ
پاک کو تاکہ تبلیغ درود وسلام کرے اور روح کا اطلاق ملائکہ کرام پر
بنا بر تصریح امام راغب اصفہانی کے انہوں نے کہا اَشْرَافُ الْمَلٰئِکَۃِ
تُسَمّٰی اَرْوَاحًا ۔ ترجمہ :- اشراف ملائکہ کرام کا نام ارواح رکھا جاتا ہے

پندرھواں جواب } مراد روح سے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو سلام اور درود
بھیجنے سے پیدا ہوتی ہے :-

سولھواں جواب

مراد روح سے حیوۃ لازمہ روح کیلئے ہو مجازاً اور جملہ حالیہ ہو محکیہ یا ضیہ اور حتی بمعنی واؤ ہو پس معنی یوں ہوگا۔ کہ رد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر زندگی کو پہلے اس کے زمانہ گذشتہ میں اور جواب سلام دیتا ہوں میں میسر

سترھواں جواب

کلمہ حتی عامل حال کیلئے غائیت ہے نہ کہ حال کیلئے تاکہ اعتراض وارد ہو۔ واؤ کو عاطفہ بنانے کا تکلف کرنے کی ضرورت نہیں رہی البتہ یہ تکلف آتا ہے کہ غایۃ کو ظاہراً حال کیلئے بنانا چاہیئے کیونکہ قریب ہے۔ مگر کہا جاسکتا ہے کہ مقصود حال نہیں بلکہ عامل حال مقصود ہے پس اسکے لئے بنانا بہتر ہے اور اسمیں تکلف کی بھی ضرورت نہیں۔

اٹھارھواں جواب

کلمہ الاّ استثنائیہ نہیں بلکہ اَلاَ کلمہ تنبیہ ہے اور حتی غائیت ہے عامل حال کی۔ مگر یہ جواب ضعیف ہے۔

کیونکہ متبادر پڑھنے میں الاّ استثنائیہ ہے۔ دوسرا الا تنبیہ کا فاصل ہونا درمیان غایۃ و معنی کے اسکے لئے کلام عرب سے مثال بتلاؤ ورنہ غیر مسلّم ہوگا۔ پس یہ کل اٹھارہ جوابات ہیں۔ انمیں راجح جواب ثانی ہے۔ اور ارجح و اقوی جواب رابع ہے۔ اس پر علامہ سیوطیؒ کی تصریح انباء الاذکیاء میں موجود ہے اور بنا بر روایت امام بیہقیؒ جسمیں لفظ قد کی تصریح موجود ہے اقوی از جواب ثانی ہوگا۔ محصل یہ ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ میں مقدس روح اور جسم اطہر دونوں سے زندہ موجود ہیں اور زندگی شہداء اور بقیہ تمام انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی زندگی سے ارفع اور اعلیٰ ہے۔ سلام دینے والے کو جواب سلام فرماتے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک میں فرمایا فَحَصَلَ مِنْ مَجْمُوعِ ہٰذِہِ النُّقُولِ وَالْاَحَادِیْثِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بِجَسَدِہٖ وَرُوْحِہٖ وَاَنَّہٗ یَتَصَرَّفُ وَیَسِیْرُ حَیْثُ شَاءَ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَفِی الْمَلَکُوْتِ۔ انتہی

ترجمہ:- پس مجموعہ نقول اور احادیث سے حاصل ہوا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰت والتسلیم روح مبارک و جسم اطہر کے ساتھ زندہ ہیں اور تصرف فرماتے ہیں اور جہاں چاہیں اور جسجگہ چاہیں سیر فرماتے ہیں زمین میں اور ملکوت میں انتہیٰ۔ اللّٰہم اغفر لکاتبہ ولمن نظر فیہ ولمن دعا لہ بالخیر یا ارحم الراحمین۔

بنا بر تصریح احادیث و ائمہ دین کے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود ہیں جسم اطہر اور روح انور کے ساتھ۔ سلام کا جواب فرماتے ہیں۔ درود بنفس نفیس سنتے ہیں۔ تمام عالم کی فریادیں سنکر فریاد رسی فرماتے ہیں۔ دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم ہیں۔ — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا سلام بھی سنئے اور جواب مرحمت فرمائیے! اور میری ظاہری و باطنی امراض کو دفع فرمائیں! اور میری مشکلات حل فرمائیں! اور آخر دم میں فراموش نہ فرمائیں! میرے لئے منزل مقصود کھول دیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی! اور ہمیں زیارۃ و تشریف سے مشرف فرمائیں!۔ اب کمترین رسالہ مبارکہ صلوۃ اور سلام پر ختم کرتا ہے۔

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
یا دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم ادفع بلیاتی و وبائی وقحطی ومرضی والمی
واکشف علی منزلی وطهورلی وذکری بدلی وحبی وقلبی وروحی ودینی وخفی والخفائی واظهر
علی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فی المنام والیقظۃ کلیھما آمین آمین
یا رب العلمین

خاتمہ مصنف کتاب

الحمد للہ! کہ ان حمید آوان اور سعید زمان میں سر چشمہ ہدایت ماحی الحاد و ضلالت وسیلہ سعادت کونین و ذریعہ نجات نشاتین اعنی رسالہ فیض مقالہ مسمیٰ بہ **انوار الاتقیاء فی حیوۃ الانبیاء** از فیوضات عالیہ جناب مولانا و مخدومنا المکرم رئیس المناظرین حجۃ الخلف و بقیۃ السلف امام اہلسنۃ والجماعۃ **قاضی محمد عبد السبحان صاحب** (ساکن کھلابٹ ضلع ہزارہ) حال صدر المدرسین و شیخ الحدیث دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ، چھپ کر شائع ہوا۔

احقر **محمد غلام ربانی** کاتب نزیل موضع بھیر ہاڑی از مضافات ہری پور، حال متعلم دار العلوم رحمانیہ ہری پور

نوشتہ بماند سیہ بر سفید نویسندہ را نیست فردا امید